www.neweramagazine.com
گلاب
رت کے
حسین
چہروں
از مریم قریشی
New Era Magazine

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلاب رت کے حسین چہروں

محبت اور وقت کی جنگ سے مزین 'رشتوں کی خوبصورتی اجاگر کرتی گلاب چہروں کی داستان

از مریم قریشی

مریم قریشی نے یہ ناول (گلاب رت کے حسین چہروں) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (گلاب رت کے حسین چہروں) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے، ڈائجسٹ، سوشل میڈیا، ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیو ایرا میگزین

****

یہ عام لوگوں کی خاص کہانی ہے ۔ شہر محبت میں بسنے والے میری کہانی کے یہ کردار ایک دوسرے سے جڑے ہیں۔ یہ ناول میرا لکھا جانے والا پہلا ناول تھا۔ لیکن پھر کچھ وجوہات کی بناء پر اسے روکنا پڑا۔ یہ کہانی ہے میجر ابراہیم کی جسے فوج سے عشق ہے ۔ یہ کہانی ہے ہما کی جو شہر محبت کی سب سے شکر گزار بندی ہے ۔ یہ کہانی ہے شندانہ کی جو ایک لاپرواہ فطرت کی حسین و جمیل اور پر خلوص لڑکی ہے ۔ یہ ناول ملٹی کریکٹر ہے ۔ اور یہ کہانی میرے دل کے بہت قریب ہے ۔ اس میں نئے رشتے جڑیں گے ۔ اس میں رشتے بچھڑیں گے اور اس میں محبت اور وقت کی جنگ آپکو نظر آئے گی۔ طلحہ' خاور اور ابراہیم کی بے مثال دوستی جہاں آپکو لطف دے گی۔ وہاں کرداروں کے درمیان محبت کی کشمکش اور الجھن آپکو پریشان بھی کرے گی۔ زندگی کے سفر میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں جو اس میں آپکو محسوس ہوں گے۔ میری بھرپور کوشش ہو گی کہ میں کرداروں سے انصاف کر سکوں اور سانول یار کے مقابلے میں قدرے بڑا ناول لکھ سکوں ۔ نیو ایرا میگزین کے ساتھ یہ میرا دوسرا ناول ہے ۔ یہ بہت پروفیشنل لوگ ہیں ۔ اور میں چاہتی ہوں ہمارا ساتھ ایسے قائم رہے ۔

دعاؤں کی طالب' مریم قریشی

بڑی اماں اس وقت اپنے مخصوص تخت پر براجمان تھیں ۔ ہاتھ میں تسبیح لیے ان کا جاہ و جلال دیکھنے والا تھا۔ سارے ملازمین ایک ایک کر کے لائن میں لگے ہوئے تھے ۔ ان کی چہیتی روزی بھی اس لائن کا حصہ تھی۔ جو پورے گھر کی رپورٹ انہیں دینا اپنا فرض سمجھتی تھی ۔اس کی زبان پر بھی تالا تھا۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ بڑی اماں کے جہیز کے کا سیکل برتنوں میں سے کچھ برتن غائب تھے۔ اور اسی وجہ سے یہ محفل لگی ہوئی تھی ۔

روزی منہ اوپر کرتی بڑی اماں کا چہرہ دیکھتی پھر منہ نیچے کر کے منہ کے آگے ہاتھ دے کر ہنستی۔ اسی وقت ایک نازک وجود نے اندر قدم رکھا ۔سفید جوڑے میں ملبوس سرخ کھلتا ہوا دوپٹا شانے پر دھرے ننگے پاوں لیے اس وجود نے بڑی اماں کے قریب تخت پر اپنی جگہ بنائی ۔اور ٹانگیں لٹکا کر اس نے بڑی اماں کا چہرہ غور سے دیکھا اور پھر ملازمین کی قطار وہ کچھ کچھ بات سمجھ گئی تھی ۔ اب سب کی نظریں اس پر جم گئیں ۔ جو پہلے زمین میں گڑی ہوئی تھیں۔ کہ جیسے امید ہو گئی ہو کہ آ گیا ہمارا مسیحا۔ اس نازک وجود نے گلہ کھنکھارا ۔۔۔اور پھر مسکین شکل بنا کر گویا ہوئی ۔

بڑی اماں ان سب کو بخش دیں میں قصور وار ہوں۔۔۔ "بڑی اماں کی" نگاہیں یکلخت گھومیں اور اس نازک وجود پر آ کر ٹھہر گئیں ۔ انہوں نے بلند "الفاظ میں "لا حول ولا ۔۔۔

پڑھا اور ساتھ پڑی ٹیبل کی طرف ہاتھ ہی بڑھایا تھا کہ اس وجود نے جھٹ گلاس میں پانی انڈیلا اور بڑی اماں کو پیش کر دیا۔

بڑی اماں نے غصے کے باعث بسم اللہ تو پڑھا مگر ایک ہی گھونٹ میں پانی پی گئیں۔ اور پھر اپنی گہری آنکھوں سے اعتراف کرنے والے نازک وجود پر گھوری ڈالی۔ سفید چہرہ اس وقت غصے ک باعث سرخ تھا بڑی اماں کے نقوش دیکھ کر لگتا تھا کہ اپنے زمانے میں یہ بہت حسین رہی ہوں گی ۔ وہ نازک وجود سیاہ چمکتی ہوئی آنکھوں میں شرارت بھر کر گویا ہوا ۔

بڑی اماں !میری پیاری بڑی اماں !مجھے معاف کر دیں۔ بس مجھے ان کی" ضرورت تھی پینٹنگ کے لیے۔ آپ تو جانتی ہیں نہ کہ پینٹنگ میرا جنون ہے ۔ اور برتنوں پر آرٹ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے ۔میں نے لالہ سے کہہ کر ان کے دوست کی بہن کی آرٹ گیلری میں نمائش میں خاص طور پر حصہ لیا ہے میرا شوق بھی تو ہے ہوسکتا ہے۔ اس بار میرا کام سب کو پسند آجائے ۔۔۔ "بڑی اماں نے ہنکار بھری۔ وہ جانتی تھیں کہ پوتی کے کارنامے کیسے ہوتے ہیں۔ مگر وہ بھی سیر پر سوا سیر تھیں ۔ انہوں نے چہرے پر سختی

برقرار رکھتے ہوئے کہا کہ "اگر تمہاری کوئی بھی بنائی ہوئی چیز نمائش میں پذیرائی حاصل نہ کر سکی تو تم برتنوں کو دھلوا کر ویسے ہی الماری میں واپس رکھواو گی منظور ہے تمہیں ؟ ایک برتن بھی نہیں ٹوٹنا چاہیے۔۔۔ "اس نے اثبات میں سر ہلایا اور بڑی اماں کے چہرے پر بوسہ دیتی ہوئے بھاگ کھڑی ہوئی۔ وہ ہائے ہائے کرتی رہ گئیں۔ اپنی یہ پوتی انہیں جان سے زیادہ عزیز تھی ۔ اب وہ سنجیدگی سے اپنے بر تنوں کے نئے ٹھکانے کے بارے میں سوچ رہی تھیں۔ اور چہرے پر مسکان تھی۔

یہ گل رخ نیازی تھیں اسفند نیازی مرحوم کی بیوہ۔ اسفند نیازی مرحوم سوات جیسے حسین مقام کے باسی تھے۔ ان کے آباو اجداد نسل در نسل یہاں کے مکین تھے اور گل رخ ان کی چچا زاد تھیں۔ کم عمری میں ہی ان دونوں کی شادی ہو گئی تھی۔ اور انہوں نے تیس سال کی طویل رفاقت میں بہت اچھا وقت گزارا تھا ۔ اسفند نیازی کی موت گل رخ بیگم کے لیےبہت بڑا صدمہ تھی ۔ وہ تین سال تک دنیا سے کٹ کر اپنے کمرے محدود رہ گئی تھیں ۔ان کے دو ہی بچے تھے ایک بیٹا شایان نیازی اور ایک بیٹی گلہ لائی۔ جس کی شادی اس کی پسند سے عاصم مشتاق نیازی سے ہوئی تھی۔ جو کہ ان کے دور پار کے کزن تھے ۔اور ان کا ایک ہی بیٹا تھا یاور نیازی ۔ گلہ لائی یاور کی پیدائش کے چند گھنٹے بعد بی۔پی شوٹ کرنے کے باعث لندن کےہاسپٹل میں

وفات پا گئی تھیں ۔ یہ ان کے والد کی وفات سے پہلے کا واقعہ تھا ۔اس کے چند ماہ بعد ہی تو وہ بیٹی کا دکھ برداشت نہ کر سکے اور گل رخ بیگم لاڈلی بیٹی کے ساتھ ساتھ شوہر سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں تھیں۔ اس لیے شوہر کی وفات پر وہ شدید صدمے کا شکار ہو گئی تھیں ۔ یاور کو عاصم نیازی نے ہی پالا تھا مگر خاندان اور سسرال کے دباو پر انہیں دوسری شادی کرنی پڑی ۔ اور یاور دو سال سے نیازی منزل میں اپنی نانی گل رخ بیگم کے پاس آچکا تھا ۔ اس نے اگریکلچر اور فارمنگ کی تعلیم حاصل کی تھی اور اپنے باپ کی جائیداد کے ساتھ ساتھ اپنے اکلوتے ماموں شایان نیازی کا بھی برابر ہاتھ بٹا رہا تھا۔ نیازی منزل میں گل رخ بیگم، شایان نیازی، ان کی بیگم گل مکئی اور ان کی اکلوتی صاحبزادی شندانہ نیازی اور یاور نیازی رہائش پذیر تھے ۔۔۔۔

New Era Magazine
www.neweramagazine.com

خان پور میں جب داخل ہوں تو ایک پر شکوہ عمارت آپ کو دور سے نظر آئے گی ۔وہ دراصل سفینہ لاج ہے ۔ تمام عمارت آف وائٹ کلر کی ہے۔ اور دیکھنے والے کو بار بار اپنی جانب کھینچتی ہے۔ اس عمارت میں ایک طلسم سا ہے۔جو بھی اسے دیکھتا ہے وہ اندر جانے کی خواہش لازمی کرتا ہے۔ اور سفینہ

لاج کے دروازے ہر خاص و عام کے لیے ہر وقت کھلے ہیں تو آیئے اندر چلتے ہیں ۔

شام کا وقت تھا اور تنویر علی خان اس وقت اپنی بیگم فرازیہ کے ساتھ شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھےفرازیہ بیگم کا تعلق قزلباش خاندان سے ہے۔ تنویر علی خان کے والد سلطان علی خان اور فرازیہ بیگم کے والد مصطفی قزلباش آپس میں خالہ زاد بھائی اور گہرے دوست تھے۔ انہوں نے آپس میں ہی کسی سے مشورہ کیے بغیر شادی طے کر دی تھی۔ اور اس نسبت پر دونوں خاندانوں میں کسی کو اعتراض نہیں تھا۔ کیونکہ خاندان سے باہر کسی اور ذات برادری میں شادی کرنا عام تھا ۔اس لیے بہت دھوم دھام سے ان کی شادی ہوئی۔ اور بہت ہی منتوں مرادوں کے بعد ان کا ایک بیٹا شادی کے چھ سال بعد ہوا۔

جس نے بہت ہی عجیب مزاج پایا ہے اپنے والد اور والدہ کی خوش مزاجی کے بر عکس وہ بہت ہی سنجیدہ اور بے حد ضدی ہے۔ بے پناہ دولت نے اسے روایتی جاگیر دار تو نہیں بنایا۔ مگر اس کے مزاج میں ایک بے نیازی سی بھر دی جو ہر کسی کو اپنی جانب متوجہ ضرور کیے رکھتی ہے۔ فرا زیہ بیگم نے شوہر کے چہرے کو غور سے دیکھا اور گویا ہوئیں ۔

خان صاحب !آپ غصہ چھوڑ دیں ہماری ایک ہی اولاد ہے ۔۔۔"خان" صاحب نے چند منٹ تو چائے کے کپ پر ہی نظریں جمائے رکھیں پھر بیگم کو ایسی نظروں سے دیکھا کہ جیسے ان سے گستاخی کی گئی ہو۔

آگے بھی فرازیہ بیگم تھیں وہ کہاں ان گھوریوں میں آنے والی تھیں انہوں نے اپنی بات جاری رکھی ۔

غصہ چھوڑ بھی دیں اب دیکھیں اس کی ضد خدا نخواستہ ناجائز تو نہیں ہے" اب اس کا دھیان شروع سے ہی زمینداری کی طرف نہیں ہے تو اس میں اس بیچارے کا کیا قصور ہے فارغ دنوں اور آپ کی غیر موجودگی میں وہ سارے فرائض تن دہی سے انجام تو دیتا ہے ہاں میں مانتی ہوں اکلوتا بیٹا ہونے کے باعث آپ کو اس سے بہت سی توقعات ہیں مگر آپ تو بڑے ہیں ظرف بڑا کر لیں ۔۔۔ "اسی دوران خان صاحب کی کال آ گئی۔ اور وہ پھر سر پکڑ کر اپنی کوشش کو بیکار جاتا دیکھ کر افسوس کرتی رہ گئیں ۔ لیکن یہ کال چند منٹ کی تھی ۔تنویر علی دوبارہ کرسی پر براجمان ہو گئے ۔اور انہوں نے نگاہیں ترچھی کرتے ہوئے فرازیہ بیگم سے کہا۔

تمہارا لاڈلہ سپوت لاعلاج ہے اس کے اندر زرا سی بھی انسانیت باقی نہیں" ہے وہ انتہائی خود غرض انسان ہے باپ کو چھوڑ کر ساری دنیا کا غم اس کے سینے میں موجود ہے تم مجھے یوں باتوں میں نہیں لگا سکتی ہو۔۔۔۔۔ "فرایہ بیگم

نے دوبارہ بات کے لیے منہ ہی کھولا تھا کہ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر چپ کرا دیا۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے پچھلے باغیچے میں آ گئیں ۔ اور شام کے غروب ہوتے سورج کے سائے ان کے چہرے پر نمودار ہو گئے ۔ وہ ان باپ بیٹے کی سرد جنگ میں آکٹوپس کی طرح جکڑی ہوئی تھیں ۔ خنک ہوا سے آنچل لہرانے لگا اور وہ آہستہ آستہ قدم اٹھاتی اپنے بیڈ روم کی طرف جا رہی تھیں۔ اسی اثنا میں ان کا فون بج اٹھا۔۔۔۔

یاور اس وقت فارم ہاوس پر کچھ شہر سے آئے لوگوں کے ساتھ میٹنگ میں مصروف تھا۔ وہ چھوٹی عمر کے باوجود بہت ہی مضبوط قد و کاٹھ کا مالک تھا ۔کشادہ پیشانی اور سحر انگیز شخصیت کے ساتھ پہاڑی علاقے سے تعلق کے باعث وہ سرخ و سفید رنگت بھی رکھتا تھا۔ اور ایک حد تک اپنی شخصیت کے سحر سے واقف بھی تھا۔ اپنی پیدائش کے کچھ دیر بعد اپنی ماں کو کھونے کی وجہ نے اسے وقت سے پہلے بڑا کر دیا تھا ۔بلآخر تین گھنٹوں سے جاری میٹنگ تمام ہوئی ۔ اور وہ شہر سے آئے ہوئے لوگوں کو رخصت کر کے فارغ ہوا ۔ اسکا آج کا دن خاصا خوش گوار مصروفیت لیے گزرا تھا ۔ اپنے باپ اور چچا کے اثاثوں کی ساری ذمہ داری اس کے سر پر تھی۔ یاور مشتاق گلاب کے

باغات کا مالک تھے۔ اور ان باغات سے ان کی پرفیوم بنانے والی کمپنیاں گلاب اور دوسرے پھولوں سے مختلف فریگرینسز بناتی تھیں۔ اس کے والد اور چچا لندن میں ان کو رن کر رہے تھے۔ اور وہ پاکستان میں دن رات محنت کر رہا تھا۔ یہ بہت منافع بخش بزنس تھا ۔کئی مربعہ ایکڑ پر اس کے آبائی اور ننھیال کے باغات تھے۔ وہ فی الحال ننھیال میں رہتا تھا۔ کیونکہ اس کے چچا اور والد فیملی سمیت باہر تھے۔ وہ فارم ہاوس کی طرف جا رہا تھا جس کے بلکل سامنے ڈیری فارم تھا۔ اس میں سینکڑوں کے حساب سے جانور تھے۔ باغات اور ڈیری فارم بلکل آمنے سامنے تھے۔ اور ان کے بالکل سامنے مخالف سمت میں ایک جدید قسم کا فارم ہاوس تھا۔ اور اس کے اندر ہی رہائش گاہ بھی تھی ۔ وہ بس نیازی منزل میں داخل ہونے والا تھا کہ اسے ایک فون کال ریسیو ہوئی ۔اور اس کال نے جیسے اس کے اندر گلاب سے بھر دیئے۔ ملتان سے آنے والی یہ کال کسی بہت ہی خاص الخاص ہستی کی تھی۔ موسم گرما ہونے کے باعث اس پہاڑی علاقے کا موسم بہت خوشگوار تھا۔ اس نے اپنے قدم فارم ہاوس سے باہر کی طرف موڑ دیئے ۔ فارم ہاوس کے بالکل ساتھ بہنے والی ندی کے کنارے براجمان ہو کر پتھر کے قریب اپنے جوتے اتارے اور پاوں ندی کے ٹھنڈے پانی میں لٹکا دیئے ۔ اس کے چہرے پر خا ص چمک تھی ۔دوسری جانب موجود ہستی نے شاید قہقہہ لگایا تھا۔ گویا یاور نیازی کا دل

اس نقری ہنسی کی گونج میں کھو گیا تھا۔اس نے بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور مسکرا کر دوسری طرف کی بات بہت غور سے سننے لگا۔ جیسے اگر بات نہ سنی تو کسی بہت ہی بڑے نقصان سے دوچار ہو جائے گا۔

اور واقعی محبت کو نہ سننے والے بہت نقصان اٹھا تے ہیں۔ شاید یہ سبق یاور نے بھی کہیں پڑھ رکھاتھا۔۔

آج یہ اس کا تیسرا چکر تھا۔مگر مجال ہے جو اس بک شاپ والے نے اپنا وعدہ وفا کیا ہو۔وہ پاپا کو ایک سرپرائز دینا چاہتی تھی۔ مگر اس بک شاپ والے نے اس بات کو ناممکنات میں بدل دیا تھا۔ اس کا موڈ بہت خراب تھا۔اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور ہینڈ فری لگائے گانے سننے لگی۔وہ بہت ہی سوبر لڑکی تھی۔ بہت جلدی ٹیمپر لوز نہیں کرتی تھی۔ مگر اس بار ایسا ہو گیا تھا۔ وہ اپنے والدین کا انتظار کرتے کرتے بور ہو چکی تھی۔ اور دو مہینہ پہلے ہی آکسفورڈ یونیورسٹی سے انٹرنیشنل ریلیشنز کی ماسٹرز میں ڈگری لے کر فارغ ہوئی تھی۔ اس کے والد مظاہر آفندی آرمی کے ریٹائیرڈ آفیسر تھے۔ جب کرنل کے عہدے پر فائز تھے۔ تو ایک آپریشن کے دوران ان کے جسم پر ایک ساتھ آٹھ گولیاں لگی تھیں۔ جس کے باعث دو سال تک بیڈ ریسٹ پر رہے تھے۔ خدا کے فضل سے کسی شدید ذہنی اور جسمانی معذوری سے دور

تھے۔ جسمانی مشقت والا کام کرنے کے اب وہ قابل نہیں رہے تھے تو اس لیےمظاہر آفندی نے ریٹائر منٹ کے بعد بزنس شروع کیا تھا ۔

ان کے والد کا تعلق ایران سے تھا اور وہ بہت بڑے تاجر تھے ۔ تجارت کی غرض سے پاکستان آئے تو امینہ بیگم پر دل ہار بیٹھے۔ اور پھر سارا کاروبار یہاں سیٹ کیا۔

مظاہر آ فندی چھ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے ۔ سائرہ قزلباش ان کی شریک حیات تھیں۔ جو اس بار کاروباری دورے پر ان کے ساتھ گئی تھیں ۔ ہما آ فندی کے باقی بہن بھائی شادی شدہ اور مختلف ملکوں میں رہائش پذیر تھے۔ وہ سب سے چھوٹی ہونے کے باعث اپنے والد اور والدہ دونوں سے بہت اٹیچ تھی۔ اور اسی وجہ سے ان کو بہت مس کر رہی تھی ۔

ہما نے تھکن کے باعث شاور لیا ۔اور پھر بوریت کو دور کرنے کے لیے بلیک فارسٹ کیک بنانے لگی۔

اس کا ارادہ میری کو آج چائے پر بلانے کا تھا ۔ کیک بیک کر کے اس نے کپڑے تبدیل کیے۔ وہ اکثر شرٹ اسکرٹ پہنتی تھی۔ اور یہ پہناوا اس کے چھرے بدن پر جچتا بھی تھا۔ شرٹ سے میچنگ اسٹولر کو کندھوں پر ڈال کر جب اس نے سیاہ بالوں کو ایک سلیقے سے ڈھانپا تو آئینے نے بھی ہما آفندی کے حسن کو سلام پیش کیا۔ وہ سر جھٹک کر مسکرائی تھی۔

”تمھیں میں تب مانوں گی جب وہ میرے حسن سے گھائل ہو گا۔“

نیچرل کلر کی لپ اسٹک سے وہ اپنے تراشیدہ ہونٹو کو مزید گلابی کرنے لگی۔

ہما آفندی کی نسبت بچپن سے اپنے کزن سے طے تھی۔ جدید لوزام سے مالا مال اس حسینہ نے اپنی چاہت کا برملا کبھی اظہار نہیں کیا تھا۔ مگر اس کا انگ انگ اس بات کی گواہی دیتا تھا۔کہ ہما آفندی کے دل پر کسی دیو مالائی داستان کے سے ہیرو کا قبضہ تھا۔جس کی محبت اسے دن بدن سنوار رہی تھی۔ اس نے مکمل تیاری کے بعد اپنی خالہ کو کال ملائی۔ اور اپنی زلفوں کو سنوار کر سر جھٹکا۔ اور دعا کرنے لگی کاش کہ دوسری جانب وہ دشمن جاں فون ریسیو کر لے۔ مگر ایسا نہیں ہونے والا تھا۔ ابراہیم ملتان تھا۔

وہ واقعی بے پناہ خوبصورت تھی۔ روزی نے گہرا سانس لیا اور بہت زور سے اپنے چہرے سے شندانہ نیازی کا ہاتھ ہٹایا۔ان حسین آنکھوں میں شرارت تھی کہ وہ واردات کرنے آئی تھیں۔ روزی نے دل ہی دل میں ماشاء اللہ پڑھا اور نظر اتاری۔ شندانہ بضد تھی کہ کچھ برتن اسے دے دیئے جائیں۔ مگر بڑی اماں کا ڈر تھا۔ وہ چاہتی تھیں کہ برتن اسے ہر گز نہ دیئے جائیں۔ شندانہ اسی اثنا میں پلک جھپکاتے برتن لے اڑی۔ بڑی اماں بھی بس دروازے تک پہنچ چکی تھیں۔

انہوں نے ہنکارا بھرا اور آج وہ کچھ جلدی میں تھیں۔ وظائف کرنے تھے جو کہ سارے شندانہ کے سدھر جانے کی دعا لیے ہوئے تھے۔ بڑی اماں نے روزی کو زوردار آواز میں سلام کیا۔ روزی نے سارے برتن دکھائے۔ باہر تیز ہوتی آندھی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

تم نے آج کچھ جلدی کام نہیں کر لیا؟ ' بڑی اماں نے پکارا۔ '

" جی وہ بس رات میں ٹھنڈ بڑھ جاتی ہے تو۔۔۔ ' '

چلو شکر ہے تم نے بھی کچھ کیا۔۔ 'انہوں نے کہا تھا۔ ' '

جی جی بڑی اماں۔۔۔ "روزی نے فوراً کہا۔ ' '

نیازی منزل میں بڑی اماں سب کی بڑی اماں تھیں۔ یاور بلڈ پریشر کی مشین لیے انہیں ڈھونڈتا ہوا اسٹور میں آ پہنچا۔ زوردار آواز میں سلام کیا۔ پلین شلوار قمیض میں اس کی اٹھان دیکھنے لائق تھی۔ چادر کو دونوں کاندھوں پر لپیٹے اس نے جھک کر بڑی اماں سے پیار لیا۔ روزی نے جلدی سے دوپٹا درست کیا۔ بڑی اماں نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا دی۔ اپنی لاڈلی کا یہ سپوت انہیں بہت عزیز تھا۔ اس کی فرمانبرداری اکثر ان کی آنکھیں بھگو دیتی تھی۔ یاور نے تسلی سے انہیں بٹھایا اور پھر بلڈ پریشر چیک کیا۔ اس وقت نارمل تھا۔ اس نے مسکرا کر بڑی اماں کو بولا۔

New Era Magazine www.neweramagazine.com

میں جب بھی گھر ہوتا ہوں آپ کا بلڈ پریشر نارمل ہوتا ہے۔ میری ’ ’
‘‘غیر موجودگی میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ کیا راز ہے؟

وہ دھیمے لبوں سے مسکرانے لگیں۔

بس بیٹا جوان اولاد ہو تو ایسا وہم ہونا معمولی بات ہے۔ ‘‘بڑی اماں ’ ’ نے ہنکار بھری۔

یاور نے انہیں دونوں ہاتھوں سے تھاما اور لے کر اسٹور سے باہر چل پڑا۔

ڈرائنگ روم میں پہنچ کر اس نے بڑی اماں کو صوفے پر لا بٹھایا۔ اور چھڑی پیچھے کی طرف رکھ دی۔

روزی اتنی دیر میں چائے، لوازمات کے ساتھ لے آئی۔ یاور رات کا کھانا اکثر گول کر جاتا تھا۔ اور بس صرف چائے کے ساتھ کچھ لیتا تھا۔ بڑی اماں شام کو کھانا کھا لیتی تھیں۔ اور رہی شندانہ اس کا تو چوبیں گھنٹے کھانے کا دور چلتا تھا۔ ہر وقت زبان چلتی تھی۔ فٹنس پر یاور نے کبھی کمپرومائز نہیں کیا تھا۔ وہ احتیاط رکھتا تھا۔

ڈرائنگ روم کا پردہ ہلا اور بہت زور سے ایک وجود السلام علیکم کی آواز سے نمودار ہوا۔ معمول کی طرح دو رنگوں کے سوٹ میں ملبوس یہ شندانہ نیازی تھی۔ جو صبح سے برتنوں کے پیچھے ہلکان ہو رہی تھی کہ کھانا تک بھول بیٹھی تھی۔ اب روزی کی پکار پر اس نے ڈرائنگ روم میں جھانکا تھا۔ یاور اسے

چھوٹی بہن کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔ اس نے ہر موقع پر اسے بھائی کی کمی نہیں محسوس ہونے دی تھی۔ بڑی اماں کے ذہن میں تو کچھ اور تھا مگر وہ دونوں شدمد سے اس کی نفی کرتے تھے۔ اور اس طرح سے دونوں بہن بھائیوں کی طرح شیر و شکر تھے۔ پھر تو چائے کے بعد لطیفوں کی محفل جمی۔ شندانہ اور یاور ایک کے بعد ایک لطیفہ سناتے تھے۔ اور بڑی اماں کے چہرے پر خون کی گردش تیز ہوتی۔ رات کو دس بجے بڑی اماں نے سونے کا کہا تو پھر ہی محفل تھمی۔ شندانہ یاور کو پینٹنگ کا اشارہ کرتے ہوئے بڑی اماں کو ان کے کمرے میں لے گئی۔ جہاں روزی پہلے سے موجود تھی۔ بڑی اماں نے بستر سنبھالا اور روزی نے دل ۔

بڑی اماں جب بھی دشمن جاں سے مل کر آتی تھیں۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکتا تھا۔ اور پھر وہ خوابوں کی محفل سجا لیتی تھی۔ اس کو پتا تھا کہ وہ جو سوچتی ہے وہ ناممکن تھا۔ لیکن دل پر کس کا اختیار ہوتا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

افسوس کہ وہ دختر مفلس نے بھی دیکھے

جو خواب کسی راج کماری کے لیے تھے

*______

ادھر ملتان کینٹ میں آئیں تو آفیسرز کا واک کا ٹائم تھا۔ کچھ ڈیوٹی پر پہلے سے موجود تھے۔ اسی اثنا میں ایک جیپ اندر بیس میں داخل ہوئی۔ اس میں سے ایک شاندار وجود نے قدم باہر رکھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ وجاہت اور خوبصورتی کا دوسرا نام میجر ابراہیم علی خان ہے تو وہ غلط نہ ہو گا۔ اس کی مردانہ وجاہت سے صنف نازک تو ایک طرف اس کے دوست بھی خائف نظر آتے تھے۔ اس کی طبیعت میں بے نیازی کا عنصر کوٹ کوٹ کر پایا جاتا تھا۔ وہ اپنی شخصیت کے سحر سے واقف بھی تھا۔ اور کسی حد تک بے نیاز بھی۔

ابھی جیپ سے نیچے قدم رکھا تھا کہ سفینہ منزل سے کال آنے لگ گئی۔

او شٹ "....وہ بڑ بڑایا تھا۔ اور پھر کال اوکے کر دی۔ "

فون پر بیگم فرازیہ تنویر تھیں۔

اکلوتا چشم و چراغ ہونے کے باعث وہ دن میں نجانے کتنی کالز کرتی تھیں۔ اور اس کے روز و شب کال پر انسٹرکشن سنتے ہوئے گزرتے تھے۔ وہ اس چیز کو انجوائے بھی بہت کرتا تھا۔ کیونکہ والد صاحب سے تو اس کی بنتی نہیں تھی۔ رات کو کسی اہم کام کو سر انجام دینے کے باعث اس کا فون بند تھا۔ تو بیگم فرازیہ کو ٹینشن لگی ہوئی تھی۔ انہوں نے اسی وجہ سے شوگر بڑھا لی تھی۔ اب ابراہیم سے بات کر کے ان کی طبیعت کچھ بہتر ہوئی تھی۔ اس نے

بات کرنے کے بعد فون رکھا اور واش روم میں جا کر کپڑے تبدیل کیے اور پھر ایکسر سائز کرنے لگا۔

جیسے ہی بیگم فرازیہ نے فون رکھا۔ فون دوبارہ بجنے لگا۔ یہ ان کی عزیز ترین ہستی کی کال تھی۔۔۔

کال پر ان کی جان سے پیاری بھانجی تھی۔ ہما آفندی تھی۔ انکے اکلوتے سپوت کی ہونے والی بیوی۔ اس لحاظ سے وہ بہت لاڈلی تھی۔ ہما کی ننھیال میں صرف ایک خالہ سے بہت زیادہ بنتی تھی ۔ رہے تنویر علی وہ ہر وقت سیاست میں مشغول رہتے تھے۔ اور ابراہیم کا تو ایک ہی عشق تھا آرمی ۔ لڑکیوں سے وہ پیدائشی طور پر الرجک تھا۔

ہما نے پر جوش آواز میں سلام کیا۔ بیگم فرازیہ تو نہال ہو گئیں وہیں بیٹھے بیٹھے بلائیں لے ڈالیں ۔

کب آرہی ہو پاکستان خالہ کے پاس؟ سچ میں دل اداس ہے۔ ایک ابراہیم" ہاتھ نہیں آتا۔ خان صاحب کی اپنی مصروفیات۔ دن رات بد روحوں کی طرح "سفینہ لاج میں اس کمرے سے اس میں بھٹکتی ہوں۔۔۔

ہما کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

" خالہ جانی آپ کا ٹریپ بہت جاندار ہے۔۔۔ "

ہاں آج کل کے بچے بزرگوں کی باتوں کو ٹریپ ہی سمجھتے ہیں۔۔ "انہوں" نے نروٹھے پن سے کہا!

نہیں خالہ جانی میں بہت جلد آوں گی ۔ بس مما پاپا کو بہت مس کر رہی"

"ہوں۔ اس بار ان کا ٹرپ کچھ زیادہ ہی بڑا ہو گیا ہے۔۔۔

ہاں چھوڑو باپ کی طرف داری مظاہر شروع سے ایسا تھا ہر وقت کام کی" دھن سوار رہتی تھی۔ سائرہ اسے خوبی سمجھتی تھی مگر اب سر پکڑ کر روتی ہے "۔۔

ہاں جی ماما کو بھی پاپا کی صحت کے پیش نظر ساتھ ہی سفر کرنا پڑتا ہے۔"

"قسم سے بڑا بور ہو رہی ہوں۔۔

اس لیے تو کہی رہی ہوں آ جاو۔۔ "انہوں نے اصرار کیا تھا۔"

اسی دیر میں نوری چائے لے آئی ۔وہ اب چائے کی چسکیوں کے ساتھ بھانجی کی چہکتی ہوئی آواز سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔اور رات دھیرے دھیرے سفینہ لاج میں اتر کر گہری ہو رہی تھی ہوا آج بھی ساکن تھی ۔

ابراہیم اس وقت آفس میں مو جود تھا۔ اس کے سینیر دو کرنل اور انٹیلیجنس سے کچھ افراد بھی موجود تھے۔ اور وہ لوگ محرم کے دوران ہونے والے سکیورٹی انتظامات ترتیب دے رہے تھے ۔کچھ عرصہ میں ہی ابراہیم نے اپنی

ذہانت اور لگن سے افسران بالا پر دھاک بٹھا دی تھی۔ اسےاہم معاملات میں ترجیح دی جاتی تھی۔ آپریشن راہ راست میں میجر ابراہیم نے کافی سارے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا اور فول پروف پلان سے مملکت خدا داد کو کافی فائدہ پہنچا تھا ۔ابراہیم کی اڑان بہت اونچی تھی۔ اس نےچراٹ سے کمانڈو کا کورس کیا تھا۔ اور پھر بعد میں میجر کا۔ اور بہت جلد ہی اس کے کارناموں کے باعث اس کو آرمی مزید پروموشن دینے والی تھی۔ چمکتی سیاہ آنکھوں سے وہ پروجیکٹر پر تیزی سے پلان کے بارے میں تفصیل سے افسران بالا کو آگاہ کر رہا تھا ۔ جس کو وہ پچھلے ایک ہفتے سے ترتیب دے رہا تھا۔ میٹنگ کے ختم ہوتے ہی وہ سیلیوٹ کرتا باہر نکلا۔ فون نکال کر ٹائم دیکھا فوراً مسکرایا۔ یہ مما کے سونے کا وقت تھا اور رات کو وہ انہیں ضرور کال کرتا تھا ۔

اس نے نمبر ڈائل کیا وہ مصروف جا رہا تھا ۔ اپنے روم میں آکر یونیفارم چینج کیا اور فریش ہو کر کافی بنائی۔ چائے کا شوقین تھا مگر رات کو کافی پینا میجر صاحب کا معمول تھا۔

ابراہیم نے مسکراتے ہوئے ڈائری کھولی

"The few the proud --------"

ڈائری کے پہلے صفحے پر یہ ٹائٹل درج تھا۔ ضخیم ڈائری ان دنوں کی تھی جب وہ کمانڈو بھرتی ہوا تھا ۔ بچپن سے ڈائری لکھنے کی عادت اس نے سمین آپا سے

لے تھی ۔ سیمن ابراہیم کی پھوپھو زاد بہن تھیں ۔ ابراہیم انہیں سگے بھائیوں جیسا پیارا تھا۔ اور تنویر علی خان سے منوانے والی بھی وہی تھیں کہ ابراہیم کے شوق کو سیاست کی نذر نہ ہونے دیا جائے ۔

کبھی پرچم میں لپٹے ہیں کبھی ہم غازی ہوتے ہیں"
جو ہو جائے ماں راضی تو بیٹے غازی ہوتے ہیں

یہ شعر لکھ کر آج کی تاریخ درج کی اور نائٹ بلب آن کیا ۔

تو سلامت وطن تا قیامت وطن یہ دھن دھیمے سروں میں لگا کر باقی مندہ کافی سے لطف اندوز ہو نے لگا۔

نیا دن طلوع ہو چکا تھا۔نیازی منزل میں اس وقت معمول کی سر گرمیاں جاری تھیں ۔ ادھر سیڑھیوں سے دائیں جانب آئیں تو شندانہ کے کمرے سے آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ روزی کمرے کے وسط میں کھڑی مسکرا رہی تھی ۔اور شندانہ رات والے کپڑوں میں ملبوس بیڈ پر ہی رقص کرتے ہوئے زور شور سے سر ہلا رہی تھی ۔ قصہ کچھ یوں تھا کہ روزی یاور کے دیئے ہوئے پاس لائی تھی۔ جو صبح وہ شہر جاتے ہوئے بڑی اماں کو دے کر گیا تھا ۔ شندانہ کے چہرے پر خوشی دیکھنے والی تھی ۔ وہ بیڈ سے اتری اور روزی کو بھی

New Era Magazine www.neweramagazine.com

گھسیٹ لیا ۔اب دونوں جھوم رہی تھیں ۔ایک رقص شوق میں محو ایک رقص یار میں۔

نیچے آئیں تو بڑی اماں لاونج میں اپنے مخصوص تخت پر براجمان تھیں ۔ہونٹوں پر پر سکون مسکاہٹ لیے وہ تسبیح کے دانے گرا نے میں مصروف تھیں ۔انہوں نے وال کلاک پر نظر گھمائی اور روزی کو آواز دی جو کہ حسب معمول غائب تھی ۔ بڑی اماں کی آواز سن کر کچن سے سلمی دوڑی آئی۔ اس نے بتایا کہ روزی ہاتھ میں کچھ پکڑے شندانہ بی بی کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔ با قی کا قصہ بڑی اماں خود سمجھ گئیں۔ کہ پوتی صاحبہ پاس ملنے کی خوشی میں رقص کر رہی ہوں گی ۔

انہوں نے سلمی کو بھیجا کہ شندانہ کو بلا کر لاؤ وہ میرے ساتھ ناشتہ کر لے ۔ اور روزی سے کہو دالان سے میرا تخت نکلوا کر باہر دھوپ میں رکھے میں ناشتہ کر نے بعد آج باہر بیٹھوں گی ۔ سلمی دوڑتی ہوئی گئ تھی۔ شندانہ کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا ۔ اور وہ دونوں ارد گرد سے بے نیاز جھومنے میں مصروف تھیں ۔ اس نے شور سے گھبرا کر کانوں پر ہاتھ رکھا اور زور سے چیخ ماری۔ شندانہ اور روزی کے ہلتے جسم ساکت ہوئے۔ پھر وہ سلمی کو دیکھ دیکھ کر زور زور سے ہنسنے لگیں ۔ سلمی غصے میں آ گئی اس نے روزی کو زور

سے پکارا۔ مگر وہ سلمی کے پکارنے سے بے نیاز ہنسنے میں مصروف تھی ۔ جیسے ہی سلمی نے کہا بڑی اماں ۔ روزی فورًا اٹینشن ہو گئی اور شندانہ سے ہاتھ چھڑا کر اسے چپ ہونے کا اشارہ کیا۔ شندانہ کا ہنس ہنس کر برا حال تھا ۔

وہ ایسی ہی تھی خوشی اس سے سنبھالی نہ جاتی اور غم اس سے چھپائے نہ جاتے تھے ۔ایک کھلی ہوئی پیچیدگی لیے ہوئے اسراروں سے بھری کتاب تھی۔ جو بڑی اماں کو ہر وقت بوکھلائے رکھتی تھی۔ سلمی بڑی اماں کا پیغام دے کر چل دی۔ اسے پتہ تھا روزی کسی نہ کسی طرح شندانہ کو کھینچ لائے گی۔ روزی کی اس بے اعتنائی کا بدلہ وہ کسی اور دن لے لے گی۔

سلمی روزی سے ایک سال چھوٹی تھی اور اپنے ماں باپ اور بھائی کے ساتھ نیازی منزل کے سرونٹ کواٹرز میں رہتی تھی ۔ روزی اس کی بڑی بہن تھی ۔اور بڑی اماں کی منظور نظر ہونے کے باعث اپنے آپ کو توپ چیز سمجھتی تھی ۔

شندانہ بی بی اب بس کر دیں بڑی اماں کے ناشتے کا وقت نکلا جا رہا ہے وہ" غصہ کریں گی۔۔۔ "روزی نے کہا تھا ۔

شندانہ مسکراتے ہوئے وارڈ روب کی جانب گئی۔ اور کاسنی رنگ کا کرتہ پاجاما ہمراہ سفید اور کالے رنگ کی چنری نکال کر واش روم کی جانب چل دی ۔

تو روزی نے بھی سکھ کا سانس لیا۔ کمرے کی حالت درست کر کے وہ بڑی اماں کے پاس چلی آئی۔ جو اسی کے انتظار میں تھیں اس نے تفصیل سے آگاہ کر کے انہیں شانت کیا ۔ اور باہر دالان میں جا کر ریاض کو تخت باہر نکالنے کے لیے کہا ۔اور منہ بناتی چل دی ۔

New Era Magazine

ریاض اور روزی میں اینٹ کتے کا بیر تھا وہ بارہا روزی سے اظہار محبت کر چکا تھا۔ مگر روزی کہاں پروں پر پانی پڑنے دیتی تھی۔ ریاض سرونٹ کواٹرز میں سے ایک میں روزی کی فیملی کی طرح رہائش پذیر تھا۔ اس کے والد باغات میں پرانے مالی تھے۔ اور ماں باورچن تھی۔ وہ تمام گھر اور فارم ہاوس کے ملازمین کے لیے کھانا بناتی تھی اندر نیازی منزل میں دو کوک تھے جو بارہ بارہ گھنٹے کی ڈیوٹی دیتے تھے یوں سارا نظام چل رہا تھا۔

شندانہ فریش ہو کر سیدھا ڈائنگ روم میں چلی آئی۔ جہاں بڑی اماں ناشتے کے لوازمات کے ساتھ اس کی منتظر تھیں ۔ بڑی اماں ناشتے میں اکثر دلیہ لیتی تھیں۔ شندانہ من موجی طبیعت اکثر مینیو بدل بدل کر ناشتہ کرتی تھی ۔ آج

اس کا پراٹھے کا موڈ تھا۔ وہ سلام کرنے کے بعد تن دہی سے نا شتہ کرنے لگی ۔

بڑی اماں دلیہ کے گھونٹ لیتے ہوئے پوتی کی پھرتیاں ملاحظہ کر رہی تھیں۔ اور زیر لب مسکرا رہی تھیں ۔اور ساتھ یہ سوچ رہی تھیں کہ کب اس کے ماں باپ حج کر کے واپس آئیں تو انہیں کچھ سکون مہیا ہو۔ لاڈلی ہمہ وقت انہیں ہولائے رکھتی تھی۔ شدانہ ان کے تاثرات سے قدرے بے فکر ہو کر ناشتہ کر رہی تھی ۔ قیمہ کے پراٹھے اس کے پسندیدہ تھے اور کھا نے سے محبت اسے لاجواب تھی۔

ادھر ملتان کینٹ میں آئیں تو اکثر نوجوان ڈیوٹی پر تھے ۔ اور میس خالی تھا ۔ میس میں اس وقت وہی لوگ ہوتے تھے جن کی نائٹ ڈیوٹی ہوتی تھی تو وہ بار بجے کے قریب اٹھتے تھے ۔ یہ ناشتہ کرتے اور ڈے ڈیوٹی والوں کا لنچ ٹائم ہو جاتا تھا۔ خاور کی ایک مہینے سے شفٹ چینج تھی۔ پہلے وہ ابراہیم کے ساتھ تھا۔ دونوں کا رینک میجر تھا ۔ خاور ناشتہ کر کے چائے کی ہلکی ہلکی چسکیاں لیتے ابراہیم کی آمد کا انتظار کر رہا تھا ۔ خاور ایک گورا چٹا بہت ہی اسمارٹ نوجوان تھا۔ گہری سیاہ آنکھیں اس کے روشن چہرے پر بہت سجتی تھیں۔ جیسے اس نے کھڑکی سے ابراہیم کو آتے دیکھا اس کے لبوں پر مسکان

سج گئی۔ ابراہیم نے آتے ہی اسے گلے لگایا اور زور سے بھینچا۔ دونوں زور زور سے ہنس پڑے اور پھر ڈائننگ ٹیبل کی کرسیاں کھینچ کر بیٹھ گئے لبوں پر مسکراہٹ تھی ۔

ہاں یار اور سنا ؟ کیا حال چال ہیں تیرا پراجیکٹ کہاں تک پہنچا؟ "ابراہیم نے" دریافت کیا۔

ہاں چل ہی رہا ہے تمہیں تو پتا ہے ان پراجیکٹس کا آہستہ آہستہ ہی طے" پاتے۔ اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔۔۔ "لہجے میں وطن کی مٹی سے محبت رچی بسی ہوئی تھی۔

خاور کا تعلق بلوچستان کے ایک خوشحال تعلیم یافتہ گھرانے سے تھا ۔

میں طلحہ کو مس کر رہا تھا۔۔۔ "ابراہیم نے چائے کا سپ لیتے ہوئے بتایا ۔"

اس کی کال آئی تھی رات کو جب میں ڈیوٹی پر جا رہا تھا ؟ "خاور نے خالی" کپ میز پر رکھا۔

اچھا مجھ سے تو ایک ہفتہ قبل بات کی تھی اس نے کسی سویلین آپریشن کو" ہیڈ کرنے کی بات کر رہا تھا ؟ "ابراہیم بولا تھا۔

قبائلی علاقوں کا کوئی مسئلہ تھا کسی آرٹ گیلری کی بات کر رہا تھا کہ وہاں" جائے گا میں نے کہا چلو ہماری پینٹنگز میں اضافہ ہو گا تو ہنس پڑا۔۔۔ "خاور نے بات مکمل کی ۔

www.neweramagazine.com

"ہمیشہ پینٹنگز ہی گفٹ کرتا ہے ڈرامے باز !ابراہیم نے ہنکار بھر ی۔۔۔"

" آرٹ لور جو ٹھہرا ؟ خاور بولا"

وہ ملے تو پلان کریں کچھ ساتھ میں ۔۔۔ "ابراہیم نے کہا تھا ۔"

ہاں ابھی تو اپنے علاقے میں خوش ہے اور اس کی فیملی بھی مطمئن ہے" ۔۔۔"خاور نے کہا تھا ۔

ہاں اب سال ہونے کو آیا کرواتے ہیں اس کی پوسٹنگ یہاں ساتھ ہی ۔۔۔"
"

خاور نے بازو فولڈ کرتے ہوئے کہا۔

چلو اب کہیں باہر چلتے ہیں آج میس کے کھانے کا موڈ نہیں۔ ۔۔۔"ابراہیم" اٹھتے ہوئے بولا ۔

ہاں میں نے بھی ہلکا پھلکا ناشتہ کیا ہے ۔۔ "خاور نے مسکراتی آنکھوں سے" ابراہیم کو دیکھا۔

بس ہلکا پھلکا ...وہ بھی چار پانچ پراٹھوں اور آٹھ دس انڈوں پر مشتمل ہو" گا ارے یار پیٹ ہے یہ کنواں ؟ "ابراہیم نے شریر انداز میں کہا تھا۔

میں تو اول دن سے کہتا ہوں خاور کیانی کا پیٹ پیٹ نہیں کنواں ہے"
" صاحب ؟

ابراہیم نے گھورا اور اگنیشن میں چابی دبائی ۔

کسی دن ہم تیرے کھانے پینے کے اخراجات برداشت کرتے کرتے کنگال ہو" جائیں گے۔۔۔ "ابراہیم نے دہائی دی تھی۔

جیسے میرے ابا جی ہوئے ہیں ؟ "خاور نے آنکھ مارتے ہو کہا تھا۔ اور ساتھ" ہی دونوں ہاتھ ملاتے ہوئے ہنس پڑے ۔

جیپ کیفے کی طرف اڑان بھر رہی تھی۔ اور آسمان دو دوستوں کو مسکراتے ہو ئے دیکھ رہا تھا ۔ وقت کا پہیہ کب گھومے کون جان سکا ہے قبل از وقت۔

ہما آج کچھ جلدی اٹھی تھی ۔ آسٹریلیا میں ان دنوں سخت سردی تھی۔ اس نے ڈبل کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور اس وقت وہ میری کے اپارٹمنٹ کی گھنٹی بجا رہی تھی ۔

دونوں صبح کی واک نزدیکی پارک میں کرتی تھیں۔ اس کے بعد واپسی پر میری چرچ جاتی تھی جبکہ وہ سیدھا بنگلور پر واپس آ کر قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھی ۔ہما نماز روزہ اور قرآن کی پابند لڑکی تھی۔ یہ سب اس تربیت کا نتیجہ تھا جو مظاہر آفندی نے کی تھی ۔

قرآن پاک پڑھ کر وہ کچھ دیر سو گئی۔ دس بجے اٹھی تو یاد آیا آج میری کے ساتھ اس نے نمائش میں جانا ہے فورًا تیار ہوئی ۔ جلدی سے ٹوئسٹر سے دو ٹوسٹ نکالے اور بلیک کافی بناتے ہوئے وہ بہت پرجوش تھی۔ آج کا دن اچھا

گزرنے والا تھا۔ بلیک شرٹ اسکرٹ میں وہ ڈرائیونگ کرتے میری کے گھر پہنچی ۔ میری پہلے ہی ہارن پر چلی آئی۔

میری اور ہما کی دوستی آفندی فیملی کے یہاں شفٹ ہونے پر ہوئی تھی۔

میری اس کی کالج فیلو تھی ۔پھر بعد میں دونوں اسکالرشپ پر اکٹھی آکسفورڈ یو نیورسٹی گئیں تھیں ۔اور دن گزرنے کے ساتھ ان کی دوستی مضبوط ہی ہوئی تھی۔ مذہب کے فرق کو کبھی دونوں نے دوستی کے آڑے نہیں آنے دیا تھا۔

نمائش کے بعد کا کیا پلان ہے ؟ "میری نے گاڑی کی خاموشی توڑ تے ہوئے" ہما سے پو چھا ۔

گئیر بدلتے ہوئے ہما مسکرا اٹھی ۔

"زیادہ نہیں اس کے بعد لنچ پھر بیچ پر جائیں گے اور پھر کافی پی کر واپس" آئیں گے آج ایک شطرنج کی بازی ہو جائے کیا؟ "ہما بولی تھی۔

واؤ زبردست یہ ٹھیک ہے باس ۔۔۔۔۔"میری نے کھلکھلاتے ہوئے اردو" میں کہا ۔

ہما کے ساتھ رہتے رہتے اس نے کافی حد تک اردو سیکھ لی تھی ۔

میں دیکھ رہی ہوں وہ دن دور نہیں جب تم مجھ سے بھی گاڑھی اردو بولنا" سیکھ جاؤ گی ۔۔۔ "ہما نے ستائشی انداز میں کہا ۔

ریڈ گھٹنوں تک آتے ٹاپ اور بلیو جینز میں ملبوس میری ایڈورڈ کے چہرے پر اس تعریف کے باعث گلاب کھل اٹھے ۔

تم اپنے ہینڈسم کا حال سناؤ ؟ "میری بولی۔"

'ہاں ہینڈسم آج کل ملتان پوسٹڈ ہے"

رات کو اسٹیٹس اس نے لگایا تھا پیج پر تو بات ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر کمنٹس میں ہی پھر وہ آف لائن ہو گیا تھا شاید ۔۔۔ "ہما نے کہا تھا۔

No "یہاں تمہاری حالت دن بدن بگڑ رہی ہے اس کی محبت میں اور وہ"

"بنا ہوا ہے میں سچ کہہ رہی ہوں نا؟" person

میری نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا ۔

ہاں شاید سچ ہے یہ بس میں کیا کروں وہ شادی سے پہلے کی گئی محبت کا" قائل نہیں۔ اس نے یہ کلیر کیا ہوا ہے۔ کہ وہ شادی کے بعد رشتے کو بھر پور نبھانے کا ارادہ رکھتا ہے ۔تو میں مطمئن ہوں اس سے۔ مگر میرے جذبات اس کے لیے شدت لیے ہوئے ہیں ۔۔۔" ہما نے تفصیلاً بتاتے ہوئے گا ڑی پارک کی ۔

یہ سڈنی کا سب سے بڑا شاپنگ مال تھا۔ اور نمائش کے باعث گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگنا شروع ہو گئیں تھیں۔ ابھی وہ دن کے وسط میں آئی تھیں شام کو

تو بے پناہ رش لگنے والا تھا ۔دونوں اندر کی جانب چل دیں ۔

آج کا دن اس کے لیے کچھ فراغت لیے ہوئے تھا ۔ صبح وہ سوزین کی قبر پر گیا تھا پھر فاتحہ پڑھی وہاں۔ واپس ریسٹورنٹ آ کر ناشتہ کیا۔ آج کل امتحانات کی وجہ سے اسٹوڈنٹ کم آ رہے تھے۔ تو اسے زرا ریسٹ ملا۔ ورنہ تو تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی تھی یہاں۔ اس نے اپنی پسندیدہ شاعری کی کتاب اٹھائی اور محو ہو گیا ۔

نو شیرواں نے با قاعدہ اردو سیکھی تھی اپنی کزن میری سے جو اس کی خالہ زاد تھی اور یونی فیلو بھی ۔ اصل میں اردو سیکھنے کی وجہ تو کوئی پری چہرہ تھا۔

نیازی منزل میں آئیں تو اس وقت دن ڈھل رہا تھا ۔اور پہاڑی علاقہ ہو نے کے باعث کسی بھی وقت بارش ہو سکتی تھی ۔بادلوں کے آثار یہی بتا رہے تھے ۔ بڑی اماں جوڑوں کے درد کی وجہ سے جلدی اندر اٹھ گئی تھیں۔ یہ موسمی ہوائیں ان کی طبیعت کے موافق نہیں تھیں ۔

اوپر شندانہ کے کمرے میں آئیں تو ماسٹر بیڈ روم میں ایک طرف گلاس لگا کر پینٹنگ روم بنا رکھا تھا ۔ سامنے دیوار پر

"Painting era "

شندانہ نے اپنے ہاتھ سے ریڈ کلر میں پینٹ کر کے لگایا تھا۔ دیواریں سفید رنگ کی تھیں تو یوں وہ زیادہ نمایاں ہو رہا تھا۔

اس بار وہ پہلے کی نسبت سنجیدہ تھی۔ اور کام بھی جانفشانی سے کر رہی تھی۔ اور کام میں محنت بھی نظر آ رہی تھی۔اس کا پہلا کام تھا اس بڑے پیمانے کی نمائش کے لیے۔ وہ چھ پینٹنگ بنا رہی تھی۔ اور بار بار دعائیں بھی کر رہی تھی کہ اس کی پینٹنگز بک جائیں چاہے سستے داموں ہی سہی۔ اگر ایک بھی بک جائے تو وہ شکر گزار ہو گی۔ اور نیچے وادی کے بچوں کو کھانا کھلائے گی۔ گھڑی کی سوئی آٹھ پر پہنچی تو اس نے کام مکمل کیا۔اور مسکرا کر آئینہ دیکھنے لگی۔ کپڑوں پر پینٹ لگا تھا۔ ہاتھ اور چہرہ بھی جگہ جگہ سے رنگین تھا۔ وہ مطمئن ہو کر کپڑے نکال کر واش روم میں داخل ہو گئی۔

یاور اس وقت نیازی منزل سے آدھے گھنٹے کی ڈرائیو پر تھا۔کہ فون گونج اٹھا۔ کال نیازی منزل سے تھی۔ وہ سمجھ گیا بڑی اماں ہوں گی۔ اس نے اٹینڈ کر کے سلام کیا۔

وعلیکم سلام " !!شندانہ نے جواب دیا۔"

" آج تو بلی نے کال کی خیریت ؟"

بڑی اماں کا حکم تھا جناب تو کب آ رہے ہیں واپس۔۔ "شدانہ ٹون میں بولی۔

بس بیس منٹ کی ڈرائیو پر ہوں ۔ اونچا علاقہ ہونے کے باعث احتیاط سے" ڈرائیونگ کرنی پڑتی ہے تم بڑی اماں کو مطمئن کرو انشا اللہ چائے ساتھ پیتے ہیں پھر اوکے اللہ حافظ ۔۔۔"یاور نے فون رکھا ۔

شندانہ نے بڑی اماں کو تسلی دی۔ اور مسکرا کر ان کو کہانی سنانے لگی ۔ یہ اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ وہ کہانیاں لکھتی تھی۔ جو کہ بڑی اماں کو لازمی سننا ہوتیں۔ اور یاور کو لازمی پڑھنا ہوتی تھیں۔ مگر ان سب سے ہٹ کر وہ ایک اچھی کہانی نویس تھی۔ جبس میں نیازی منزل کے مکینوں کی جان بستی تھی ۔

اس نے دو سرا چیپٹر شروع کیا تھا۔ کہ ڈرائیو وے پر گاڑی رکنے کی آواز آئی۔ بڑی اماں کے لب مسکرا اٹھے۔ انہوں نے اسے کہانی بند کرنے کو کہا۔ اس نے ہولے سے ڈائری کی کتاب سائیڈ ٹیبل پر دھری۔

شال لپیٹتے ہوئے بیڈ کی دوسری جانب بڑی اماں کو اٹھا نے کے لیے آ گئے آئی ۔

رات میں خنکی سی بھری تھی۔ بادل گرج رہے تھے ۔جب یاور نے اندر قدم رکھا ۔ موسم کے باعث محفل یقیناً ڈرائنگ روم میں جمے گی ۔ وہ سوچتا ہوا کوریڈور میں آیا تو شدانہ بڑی اماں کو ساتھ لیے ڈائننگ روم میں جا رہی تھی ۔ اس نے سر جھکا کر سلام کیا۔ بڑی اماں نے حسب معمول ماتھے پر بوسہ دیا۔ اور دعائیں دیتے ہوئے یاور کے گال تھپتپائے ۔

شدانہ نے مسکرا کر دیکھا۔

" کیسے ہو دوست؟ وہ گویا ہوئی؟ "

ٹھیک ہوں بلی " ! یاور نے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔"

بڑی اماں دونوں کی آپس میں محبت دیکھ دیکھ کر جیتی تھیں ۔

ڈیرے پر آئیں تو اس وقت بھر پور محفل جمی تھی ۔ حبیب عالم تنویر علی کے بہت گہرے دوست تھے ۔اور ساتھ والے گاؤں سے تھے۔ اس وقت اپنے بیٹے رواحہ کے ساتھ موجود تھے ۔ رواحہ ان کی باتیں سنتے ہوئے فیس ،بک پر سکرولنگ میں مصروف تھا۔ اچانک ہی وہ رکا

"We three warriors"

پیج پر ابراہیم نے اسٹیٹس لگایا ہوا تھا۔ رواحہ ان کے پیج کا مستقل ممبر تھا۔ اور ابراہیم سے بہت حد تک متاثر بھی تھا۔ وہ بھی فوج میں جانا چاہتا تھا۔ مگر

اس کے والد نے اس کی تمام کوششیں ناکام بنادی تھیں۔ ماسٹرز کے بعد وہ زمینیں سنبھال رہا تھا۔ اس کے بڑے دو بھائی زمینوں کے ساتھ ساتھ کاروبار بھی کرتے تھے۔ مگر یہ گاؤں میں ہوتا تھا۔

"انکل یہ دیکھیں ابراہیم بھائی بہت ڈیشنگ لگ رہے ہیں ۔۔۔۔"

رواحہ نے تنویر علی کو مخاطب کیا ۔

وہ ہنسی روک کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فون اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ سکرین پر نظر دوڑائی تو ابراہیم کا سائیڈ پوز تھا اور اوپر یہ کیپشن تھا۔

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے ""نیچے انوکھا سپاہی لکھا ہوا تھا۔"

ابراہیم کی تصویر اتنی واضح نہیں تھی مگر قریبی لوگ پہچان سکتے تھے۔ انہوں نے فون رواحہ کو واپس کیا۔

یار مجھے بہت ڈر لگتا ہے کوئی درجن بھر بچے تو ہیں نہیں میرے، ایک ہی" ہے وہ بھی اپنی من مانی کرنے والا۔۔۔۔"تنویر علی حبیب عالم سے مخاطب ہوئے ۔

اللہ اسے لمبی عمر دے آمین !تم میری مانو اس بار عید پر اس کی شادی کرا" دو۔ کل کو بیوی ہو گی تو بچے بھی ہوں گے۔ ہو سکتا وہ یہ سب چھوڑ چھاڑ "کر کوئی نیا کام شروع کر دے ۔۔۔۔

حبیب عالم نے مسکراتے ہوئے جگری دوست کو مشورہ دیا۔

کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو یار ۔ اس بار تو واقعی ایسا ہو گا۔ ہر بار وہ رسیاں "تڑوا کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ شادی تو اسے کرنی پڑے گی ۔ تم اس لاڈلے کو بھی سنبھالو ۔ ہمارے سپوت کے نقش قدم پر چلنے کا اسے بھی بہت شوق ہے ۔۔۔ "تنویر علی رواحہ کو گھورتے ہوئے بولے ۔

"تم اس کی فکر نہ کرو ۔۔۔"

حبیب عالم نے بھی اس کو گھوری سے نوازا۔ تو وہ بیچارہ شرمندہ ہو کر سر جھکا گیا ۔

اور ہاں سن لو کان کھول کر یہاں پر کی گئی کوئی بھی بات تم ابراہیم کو" نہیں بتاو گے ۔۔۔۔ "حبیب عالم نے اسے مزید کہا ۔

جی بابا میں واش روم ہو کر آتا ہوں۔۔۔ "بیچارا گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔"

پھر حبیب عالم نے جو کہانی تنویر علی کو سنائی تو ان کے لبوں پر مسکان آگئی۔

مگر ابراہیم پر غصہ ابھی بھی تھا۔ وہ دل ہی دل میں ٹھان چکے تھے ۔

ابراہیم کا ساتھ اس بار سمین آپا اور فرازیہ بیگم بھی نہ دے پاتیں کیونکہ وہ بھی ابراہیم اور ہما کی شادی کے حق میں تھیں ۔ وہ ان سب سے بے نیاز کام میں مصروف تھا۔ وہ اپنا پلان بنا رہا تھا۔ اور تقدیر اپنے پلان ترتیب دے رہی تھی ۔ قائم تو اصل میں تقدیر کے پلان نے ہونا تھا۔انسان کے پلان تو بنتے بگڑتے رہتے ہیں ۔

ہما اور میری بیچ سے واپس آچکی تھیں۔ اور دونوں اس وقت کوئی کامیڈی شو دیکھ رہی تھیں۔ ہما اس وقت میری کے فلیٹ میں موجود تھی۔ پاپ کارن سامنے رکھے اور چائے کے مگ اٹھائے دونوں محو تھیں ۔زرا زرا دیر بعد ان کی ہنسی اس اسٹوڈیو نما فلیٹ میں گونجتی تھی ۔

میری ہما سے زیادہ زندہ دل تھی۔ ہر وقت ہنسی مزاق اس کی طبیعت کا خاصہ تھا۔

ہما قدرے پر جوش تھی۔ مگر میری کی شوخ وشنگ طبیعت جیسا اس کا مزاج نہ تھا ۔ خیر میری کے مخلص ہو نے کے باعث دوستی چلی آ رہی تھی۔ میری کے ماں باپ دو سال پہلے پلین کریش میں وفات پا چکے تھے۔ میری کے لیے وہ کافی کچھ چھوڑ گئے تھے ۔ میری کا باپ ایڈورڈ بیوروکریٹ تھا۔ اور ماں ایک بڑے مال کی مالک تھی ۔ میری چونکہ ایک ہی بہن تھی۔ تو اس کے حصے میں سب آیا تھا۔ ماں باپ کی وفات نے تو جیسے میری کا دل چیر کر رکھ دیا تھا۔ اس موقع پر ہما آفندی نے ایک دوست ہونے کا حق ادا کیا تھا۔ وہ اسے اپنے بنگلور پر لے آئی تھی۔ اور چند ماہ تک مظاہر آفندی کی فیملی نے اس

کی تن دہی سے مہمان نوازی کی ۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میری اور ہما نے اسکالر شپ کے لیے اپلائی کیا ہوا تھا۔

نوشیرواں اور سوزین باقاعدہ لندن سے واپس آئے تھے آسٹریلیا میری کے لیے۔ جولین اور ایڈورڈ کی وفات کے بعد یہ مہینہ بھر رہے تھے ۔ میری اور نوشیرواں اچھے دوست تھے۔ ساتھ ہی خالہ زاد بھی۔ سوزین کو بہن کا غم لے ڈوبا اور کچھ مہینے بعد اس نے بھی ہارٹ اٹیک سے جان دے دی ۔ میری واش روم سے واپس آئی تو اس کا فون رنگ ہوا 'نو شیرواں کی میل تھی ،

"Salam Ladies!"

"I hope u both will be fine, i am desperately missing You Marry and Huma . Today i have found a master piece from the book. Read it and please Huma! explain it more clearly. Because urdu belongs to you. Me and Marry are early learners ..."

نیچے ایک نظم دی گئی تھی ۔

میری نے ہما کو سیل فون پکڑایا۔ کہ وہ پڑھ سکے۔ میری اردو بولنے میں ماہر تھی۔ مگر اردو پڑھنا اس کے لیے فی الحال مشکل تھا۔

ہما نے مسکرا کر اپنی دلکش آواز میں نظم پڑھنا شروع کی ۔ نو شیرواں کو جو بھی میسج دینا ہوتا تھا وہ ای میل کے ذریعے اکثر اوقات میری کو یا پھر کبھی کبار ہما کو ای میل یا وائس ٹیکسٹ کے ذریعے بھیجتا تھا۔ نوشیرواں آکسفورڈ میں میری اور ہما کا کلاس فیلو رہ چکا تھا۔ میری کی وجہ سے ہما سےاس کی کافی اچھی ہائے ہیلو تھی۔ ان کی تکون کافی مشہور تھی ڈیپارٹمنٹ میں۔

نوشرواں کسرتی جسم اور نیلی آنکھوں والا خوبصورت نوجوان تھا ۔

شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے جب تنویر علی خان نے سفینہ لاج میں قدم رکھا۔ آج وہ ارد گرد بستی میں گئے تھے ۔ ڈیرہ سے گھر تک کا دس منٹ کا فا صلہ پیدل طے کیا تھا۔ ان کے ماتھے پر بل تھے۔ جو کہ کسی طوفان کا پیش خیمہ تھے ۔

"فرازیہ ؟؟؟؟"

لاونج میں جا کر زور سے پکار دی ۔وہ جو کچن میں رات کے کھانے کا اہتمام کر وا رہی تھیں دوڑی چلی آئیں ۔

جی خان صاحب "!انہوں نے ڈرتے ہو دیکھا تھا۔"

آج فیصلہ ہو گا بلاو اپنے لاڈلے کو چھٹی پر اس بار وہ انکار نہیں کر سکتا"

۔۔۔ "وہ گویا ہوئے تھے۔

کل فون کرو سائرہ کو اور کو ارجنٹ پاکستان آنے کا کہو۔ اس بار عید پر اس"

ناخلف کی شادی کر دوں گا۔ غضب خدا کا نیٹ پر اپنی موت کے اشعار

بڑے فخر سے ڈال رہا ہے ۔ لوگ کہتے ہیں ایک ہو پر نیک ہو ہماری ایک

"اولاد نے ہی ناک میں دم کر رکھا ہے۔۔۔

انہوں نے آ ناً فاناً فیصلہ سنایا تھا۔

تنویر علی فوج کے خلاف کبھی نہیں تھے۔ مگر ایک اولاد اوپر سے اکلوتا بیٹا

ہونے کے باعث وہ وہموں کا شکار رہتے تھے ۔ حالانکہ حادثات تو کہیں بھی

کبھی بھی رونما ہو سکتے ہیں ۔

نوری اسی اثنا میں ٹھنڈا پانی لے آئی تو گلاس ایک ہی گھونٹ میں خالی کر دیا۔

اب پیشانی پر شکنے قدرے کم تھیں ۔

بیگم فرازیہ کے اندر تو جیسے خوشی دھمال ڈال رہی تھی ۔

لاڈلے بیٹے کی شادی کا معاملہ تھا ۔اور وہ تو برسوں سے اس انتظار میں تھیں

۔وہ دل ہی دل میں سائرہ اور سمین آپا سے ہو نے والی گفتگو دوہرانے لگیں۔

www.neweramagazine.com

کیونکہ سب کو سفینہ لاج میں شہنائیاں بجنے کا انتظار تھا ۔ دور وہاں کینٹ میں ابراہیم محو خواب تھا۔ اس کی تقدیر کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ اور وہ قدرے انجان تھا ۔ وہ شادی کے خلاف نہیں تھا ۔مگر ابھی وہ ذہنی طور پر تیار بھی نہیں تھا۔

لاہور ڈیفنس میں آئیں تو سمین آپا کے گھر اس وقت رات کا کھانا کھایا جا رہا تھا ۔ یہاں سمین آپا شوہر اور سسرال والوں کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔ ان کا میکہ کراچی میں تھا ۔ سمین آپا تنویر علی خان کی بھانجی تھیں ۔ اسما علی خان کی بیٹی۔ تنویر علی تین بہنوں سے چھوٹے تھے ۔ اسما کے بعد عافیہ اور ساعقہ تھیں تینوں خاندان میں بیاہی گئیں تھیں ۔اور خوش و خرم زندگی گزار رہی تھیں ۔ عافیہ اور ساعقہ کی شادی ایک ہی گھر میں ہوئی تھی دونوں دیورانی اور جیٹھانی تھیں ۔

" بیگم لگتا ہے آپ آج جلدی میں ہیں خیریت ؟؟؟؟"

عون نے استفسار کیا تھا۔

ہاں وہ بس خیریت ہے بھی اور نہیں بھی ۔۔۔"انہوں نے کہا تھا۔"

"

سفینہ لاج سے کال تو نہیں "

www.neweramagazine.com

آ گئی کہیں ؟؟؟ "وہ رمز شناس تھے ۔

جی بجا فرمایا آپ نے۔ ماموں جان کی کال تھی ۔ سخت برہم تھے ۔ اور کہہ رہے تھے جلدی سے سفینہ لاج پہنچو ۔ عید سے ہفتہ قبل ابراہیم کی شادی طے کی ہے ۔ اور اسے کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہیے اسے سفینہ لاج بلوا کر ہی بتایاجائے گا گدھا ٹالتا ہی جا رہا ہے ۔۔۔"

سمین کی آواز قدرے پر جوش تھی ۔

"اب تو آپ کا بس نہیں چل رہا ہو گا کہ اڑ کر پہنچ جائیں ۔۔۔"

مامی کو کال کروں گی اب رات میں تو ہی پروگرام ڈیسائیڈ کریں گے "وہ شاید تیاری کے لیے آنا چاہیں ۔۔۔"سمین نے بات مکمل کی ۔

ہاں جی اب آپ تو شادی تک ہو گئیں مصروف ہم تو گئے کا م سے ۔ آپ" کے لا ڈلے بھائی نے کسی بات پر غصہ دلایا ہو گا نا۔۔۔ "انہوں نے اندازہ لگایا تھا ۔

یہ تو اب فرازیہ مامی ہی بتا سکتی ہیں ماموں نے تو چند منٹ کی کال پر سامان" باندھ کر سفینہ لاج آنے کا حکم جاری کر دیا ہے ۔۔۔ "انہوں نے کہا۔

اس بار حالات سنجیدہ ہیں ۔ بس ابراہیم زیادہ ضد نہ کرے۔ اسے بھی سہرا" باندھ لینا چاہیے اب ۔۔۔ "عون نے مسکراتے ہوئے سمین کے جذبات کی ترجمانی کی!

ارے !اس افراتفری میں میں بچوں کو تو بھول گئی آپ نے ڈرائیور بھیج دیا"

"تھا نا یاد سے۔۔

ہاں وہ راستے میں ہیں ۔ منیزہ نے کال پر بتایا ہے ۔۔۔ "عون نے جواب"

!دیا

اماں کے بغیر دل اداس ہے نہ گھر بھی سونا سونا لگتا ہے۔۔۔"سمین اداسی"

سے بولیں۔

ہاں لیکن ان کی دیرینہ خواہش پوری ہو رہی ہے حج کی صورت میں تو جب"

وہ آئیں گے اداسی دور ہو جائے گی نا۔۔ "عون نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

آپ کے صاحبزادے کو بھی شوق تھا باہر جا کر پڑھنے کا ۔ قسم سے گھر "

میں سارا سارا دن بولائی پھرتی ہوں آپ کی دن رات کی ڈیوٹی ایسی ہے

"۔۔۔

ڈیو ٹی جیسی بھی ہو دن رات خیال آپ کا ہی رہتا ہے ۔۔۔ "عون مسکراتے"

ہوئے بولے۔

بس چھوڑیں مکھن لگانا کوئی آپ سے سیکھے ۔۔۔ "سمین قدرے شرما گئیں ۔"

اتنے میں فون بجنے لگا تھا۔

"The think of devil and the devil is here "

عون نے بڑبڑاتے ہوئے کال ریسیو کی ۔ بیٹے کو شیطان کہنے پر سمین نے گھور کر دیکھا ۔

باپ بیٹے کی کھلکھلاہٹیں عروج پر تھیں۔۔۔۔

سفینہ لاج میں اس وقت اسٹڈی روم کا ماحول ٹھنڈا تھا۔ تنویر علی خان ایک کے بعد ایک کال کر رہے تھے ۔ سب سے پہلے سمین کو کال کی تھی ۔ پھر سائرہ آفندی سے تفصیلاً بات چیت کی ۔ وہ بہت خوش ہوئیں ۔ ان کی آسٹریلیا واپسی کی فلائٹ تھی تو وہ زیادہ دیر بات نہیں کر سکی تھیں ۔ مگر چیدہ چیدہ ضروری باتیں ہو گئیں تھیں ۔ انہوں نے راستے میں فلائٹ کے دوران شوہر سے سب کچھ ڈسکس کرنے کا سوچا تھا۔ اور کال رکھ کر ویٹنگ روم میں مظاہر کو ڈھونڈنے چل دیں ۔ فلائٹ بس اناؤنس ہونے ہی والی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب سے آخر میں کی جانے والی کال خاور کو تھی ۔ جیسے ہی سیل فون کی گھنٹی بجی خاور جو کہ چاکلیٹ کھاتے ہوئے ویڈیو گیم کھیل رہا تھا اٹھ بیٹھا۔ انکل تنویر کی کال او شٹ کیا ہو گیا ؟؟؟ "اس نے خود سے سوال کیا۔ " گھنٹی مسلسل بج رہی تھی ۔ اسے فون اٹھانا ہی پڑا مؤدبانہ انداز سے اس نے کال ریسیو کی ۔

تنویر علی کے سلام کا جواب دیا۔ آگے سے انھوں نے جو بات کی اس کے دماغ کے سارے خانے روشن ہو گئے اور مارے بوکھلاہٹ کے اس نے ہر بات کے جواب میں جی جی کی رٹ لگا دی۔

یہاں کالام میں یہ طلحہ خان کا گھر تھا۔ طلحہ ایک وجیہہ سرمئی آنکھوں والا نوجوان تھا۔ پہاڑی علاقہ ہونے کے باعث کافی سردی تھی۔ طلحہ کا تعلق سرداروں کے خاندان سے تھا۔ جہاں لڑکوں کو تو کافی حد تک آزادی دی جاتی ہے۔ مگر لڑکیوں کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دینا جرم سمجھا جاتا ہے۔ مگر طلحہ کے گھر کا ماحول زرا مختلف تھا۔اس کے والد اور بھائی پڑھے لکھے تھے۔ تو بہنوں نے ساتھ کے ہائیر سکینڈری سکول میں تعلیم حاصل کی تھی۔ دو تو تایا کے گھر بیاہی گئی تھیں۔ اور تیسری ابھی میٹرک میں تھی۔ طلحہ سبز چائے کی چسکیاں لیتا اس وقت بے بے کے پاس کچن میں موجود تھا۔چائے ختم کرتے ہی گویا ہوا۔

بے بے !اس بار ابراہیم اور یاور کی بڑی یاد آرہی۔ ابراہیم کا فون آیا تھا"

---"وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

تمہارے دوست ہیں بھی تو کتنے اچھے ان کو کہو اس بار عید ہمارے ساتھ"

"کریں وہاں ملتان میں تو اچھی خاصی گرمی ہو گی نا کیسے ؟؟؟؟

جی آخری بار تو وہ تین مہینے پہلے آئے تھے جاتی سردیوں کے دن تھے۔ اس"

بار ہمارا پلان شہر میں عید کرنے کا ہے۔۔۔ "طلحہ نے کہا۔

ہائے تو تو شہر جائے گا تیری بہنیں اور بہنوئی اس بار ہماری طرف عید کریں"

! گے۔۔۔ "بے بے پختونی لہجے میں گویا ہوئیں

اماں گل جاناں اور ریشماں سے ملتا ہوا جاوں گا 'اب دوستوں کو تو انکار"

"نہیں کر سکتا نا ۔۔۔

ہاں جانتی ہوں تو شہری زندگی کا شیدائی ہے، یہاں کہاں تجھے عید راس آتی"

ہے۔۔۔ "وہ خفا لہجے میں بولیں۔

"بس بے‌بے خاور اور ابراہیم میں تو میری جان ہے آپ یہ جانتی ہیں۔۔۔"

بس کر لڑکیوں کی طرح منہ نہ بنا طلحہ خاناں !چلے جانا بے بے کی طرف"

سے اجازت ہے ۔۔۔ "انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسلام علیکم ؟ "اسفند یار خان نے اندر"

قدم رکھا اس نے چادر اتارتے ہوئے کھانے کا پوچھا تھا۔

وعلیکم سلام "!طلحہ احترامًا اٹھتے ہوئے بولا۔ بے بے نے سر جنبش میں ہلایا" اور زیرلب جواب دیا ۔ وہ اب ہانڈی میں چمچہ ہلانے لگی تھیں۔ گوشت کے سالن کی مہک پورے گھر میں پھیل چکی تھی۔

اسفندیار نے ہاتھ دھوئے اور خا موشی سے کھانا کھانے لگا۔

اسفند ان لوگوں میں سے تھا جو بوقت ضرورت بولتے ہیں۔ گھر کے سارے معاملات بے بے اور اسفند سنبھالتے تھے ۔ طلحہ گھر سے باہر کاموں میں بھائی کی بھرپور مدد کرتا تھا ۔

طلحہ نے فیس بک اوپن کی سامنے

We 3 Warriors

کا پیج کھلا ہوا تھا ۔ اس نے

"Once a soldier, Always a soldier "

کا اسٹیس ڈالا اور نیچے اپنی خوبصورت سی سینے تک آتی فوٹو جو فل یو نیفارم میں تھی اپلوڈ کی ۔

کے نام سے پیج پر ایڈمن تھا۔ ابراہیم کا کمنٹ 'Son of sardar' طلحہ فورًا آیا تھا ۔ زیرلب مسکراتا ہوا وہ کمرے کی جا نب بڑھ گیا ۔ رات قطرہ قطرہ پگھلنا شروع ہو گئی تھی۔ خنک ہوائیں سرما کا پیغام لا رہی تھیں۔ یہاں تو

نومبر سے ہی سردی شروع ہو جاتی تھی۔ دور کہیں مسجد میں عشا کی اذان کا وقت ہو رہا تھا موذن نے تکبیر پڑھی اللہ اکبر۔۔۔

پلین میں بزنس کلاس میں اس وقت کافی کمفرٹیبل ماحول تھا۔ سائرہ مظاہر آفندی سے بات کرنے میں مشغول تھیں ۔وہ مسکراتے ہوئے بات سن رہے تھے ۔آ خر بات ان کی لاڈلی کی شادی کی جو تھی ۔ بڑے سب بچوں کو وہ بیاہ چکے تھے اور سب اپنے زندگی کے جھمیلوں میں مگن تھے۔ ان کی دو بیٹیاں اور تین بیٹے تھے ۔بیٹے دبئی میں مقیم تھے ۔ تینوں انجینئر تھے تو کنسٹرکشن کا بزنس تھا۔

موسی ، عیسی اور میکائیل تینوں باری باری فیملیز کے ساتھ یا اکیلے آتے رہتے تھے ۔اکثر عید پر اکھٹے ہوتے تھے ۔ ہما اور سیما دو بہنیں تھیں ۔ سیما شادی کے بعد وہیں آکسفورڈ میں مقیم تھیں ۔وہ چچا کے گھر بیاہی گئی تھیں ۔ ہما نے یو نیورسٹی کے دو سال سیما کے گھر گزارے تھے ۔

سائرہ کی باتیں سنتے ہی مظاہر بولے ۔

کل ہی سب کو انفارم کرتا ہوں ، موسی وغیرہ ارینج کر لیں گے آنا بس بہت" شارٹ ٹائم دیا ہے ہمارے ہم زلف نے ۔۔۔"ان کا لہجہ شگفتہ تھا۔

بچپن کی کی ہوئی منگنی اب کہیں جا کر جا کر شادی میں تبدیل ہو گی ہائے"

اللہ میں تو سارے ارمان نکالوں گی ۔۔۔۔ "سائرہ بولیں ۔

دور کہیں وقت اپنی چال چلنے جا رہا تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ وقت کی چال کیا تھی ۔

اگلی صبح بہت ہی روشن تھی ۔ہلکی ہلکی بارش تھی ۔ نیازی منزل میں اس وقت معمول کے مطابق کام جاری تھے۔ آج شام میں آرٹ گیلری میں نمائش تھی ۔ شندانہ کے آرٹ روم میں اس کا کام آخری مراحل میں تھا ۔ اسکن کلر کے ایمبرائیڈری کے جوڑے میں اس وقت شندانہ پینٹنگ کو فائنل ٹچ دے رہی تھی ۔ یہ آخری پینٹنگ تھی اور یہ اس کے کام کی سب سے خوبصورت پینٹنگ تھی ۔ اس نے فارم ہاوس کا منظر دکھایا تھا سرخ گلاب اور سبزہ سے مزین بہت ہی دلکش پینٹنگ تھی۔ اور ساتھ ہی دو لڑکیاں تھیں جو ایک دوسرے کی طرف رخ کیے کھڑی تھیں ۔ایک کے خو بصورت ماتھے پر بل تھے۔ جبکہ دوسری مسکرا رہی تھی ۔پینٹنگ کو ایک بار دیکھ کر دوسری بار دیکھنے کا دل ضرور کرتا تھا ۔

www.neweramagazine.com

دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا ۔ سلمی ہاتھ میں ٹرے اٹھائے کھڑی تھی۔ جس میں کچھ اسنیکس اور ساتھ میں چائے تھی اس نے مسکرا کر سلمی کا شکریہ ادا کیا ۔

بڑی اماں اس وقت باغیچے میں موجود تھیں ۔ ریاض کی ڈانٹ ڈپٹ ہو رہی تھی ۔ ایک چھوٹی پہاڑی پر انہوں نے اپنی پسند کے پودے لگا رکھے تھے ۔یاور باہر جب بھی جاتا تھا بڑی اماں کے لیے پودے ضرور لاتا تھا۔ چاہے اور کچھ ہوتا یہ نہ ہوتا پودے ضرور ہوتے تھے ۔ پہا ڑی علاقہ ہونے کے باعث ویسے بھی سبزہ بہت تھا ۔بڑی اماں ہر وقت اور سبزہ کرنے کی کوششوں میں رہتی تھیں ۔ پلین زرد جوڑے میں روزی اس وقت مسکرا مسکرا کر بڑی اماں کو باتیں لگا رہی تھی تا کہ ریاض کی زیادہ سے زیادہ بے عزتی ہو ۔

یاور فارم ہاوس میں اپنے آفس میں موجود تھا ۔ملتان سے آنے والی کال پر اس نے سارے کام چھوڑے۔ اور لگا باتیں کرنے۔ یہ تحریم کی کال تھی ۔ تحریم عافیہ اور عرفان احمد کی ایک ہی لاڈلی بیٹی تھی ۔ سوات وہ لوگ گھومنے کی غرض سے آئے تھے تو یاور سے اس نے مدد مانگی تھی۔ جب اس کی گا

www.neweramagazine.com

ڑی خراب ہو گئی تھی ۔ پہلی ہی ملاقات میں دونوں ایک دوسرے سے کافی حد تک مانوس ہو گئے۔ یاور نے اپنا کارڈ تحریم کو دیا تھا کہ کسی بھی مدد کی ضرورت ہو وہ کال کر سکتی ہے۔ یوں دونوں کے درمیان رابطہ بحال ہوا ۔اور بات اب کافی آگے تک جا چکی تھی۔ یاور نے اپنے پاپا سے بات کر لی تھی وہ راضی تھے۔ بس ماموں اور ممانی سے بات کرنا رہتی تھی کہ وہ بڑی اماں کو منائیں ۔ وہاں تحریم بھی اشاروں میں ماں سے بات کر چکی تھی ۔اور انہوں نے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا۔ اسے کہو پرپوزل بھیجے ورنہ میں جلد ہی کچھ اور فائنل کردوں گی کوئی رشتہ ۔اسی سلسلے میں تحریم نے آج فون کیا تھا ۔ یاور نے اسے یقین دہانی کرائی تھی کہ عید کے بعد وہ ہر حال میں رشتہ بھیجے گا وہ تسلی رکھے ۔

ہم لوگ خانپور جا رہے ہیں ۔۔ "تحریم نے بتایا۔"

اچھا خیریت ؟ "یاور نے پوچھا تھا۔"

ہاں جی خیریت ہی ہے بلکہ خوشی کی خبر ہے ابراہیم بھائی کی شادی ہو رہی" ہے ماموں جان کا فون آیا تھا ۔۔۔ "تحریم مسکراتے ہوئے بولی ۔

یار تم لوگوں کی فیملی ماشا اللہ سے کافی بڑی ہے آئے دن کوئی نہ کوئی شادی" ہوتی رہتی 'ہمارے ہاں کم کم ہی کوئی فنکشن آتا ہے۔۔۔ "یاور نے رشک بھرے لہجے میں کہا۔

جی الحمد اللہ ماشا اللہ سے بڑی فیملی ہے اور اکثر شادی بیاہ اور دوسری" تقریبات کثرت سے ہوتی ہیں تو ہی ہر وقت رونق لگی رہتی ہے ۔۔۔ "تحریم خوشی سے بھر پور لہجے میں بولی۔

"ہاں جی جلد ہی دوبارہ رونق لگائیں گے ہم بھی ۔۔۔۔"

خاور کی گھمبیر آواز فون میں گونجی۔

اچھا جی۔۔۔ "تحریم شرماتے ہوئے بولی ۔"

"! ہاں جی بس تھوڑا سا انتظار اور جان من"

کیوں نہیں ہم انتظار میں ہیں ۔۔۔ "تحریم نے ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔"

جواباً یاور نے بلند قہقہہ لگایا ۔

فون کے دوسری طرف تحریم نروس ہوئی ۔

اچھا میں فون رکھتی ہوں لگتا ہے کاریڈور میں کوئی آرہا ہے پھر بات ہو گی" ۔۔۔"

"! ہاں ٹھیک ہے مجھے بھی کافی کام دیکھنے ہیں اللہ حافظ"

یاور نے مسکراتے ہوئے فون رکھا ۔

فون رکھ کر اس نے ڈریسنگ میں جا کر بال سنوارے۔ اور گنگناتے ہوئے باہر گئی ۔ کاریڈور میں شاید علینہ کی بلی نے چکر کاٹے ہوں گے اس نے سوچا۔

www.neweramagazine.com

علینہ اس کی بیک وقت چچا اور خالہ زاد تھی ۔اور اس سے تین سال بڑی تھی پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی ۔ تحریم نے مسکراتے ہوئے امی کے کمرے میں قدم رکھا۔ وہ وارڈ روب سیٹ کر رہی تھیں ۔

"ہاں بیٹا بس کچھ ہی دن رہ گئے ہیں شادی میں تم لوگ تیاری پکڑو تمہاری بھابھیوں سے بھی آج بات ہوئی ہے وہ لوگ کل سے شاپنگ پر جائیں گی تم اور علینہ بھی لازمی ساتھ چلی جانا ۔۔۔۔"انہوں نے کہا تھا۔

"اب تو ریڈی میڈ سے ہی کام چلانا پڑے گا آرڈر تو دے نہیں سکتے ہم لوگ اتنے سے ٹائم میں ۔۔۔۔"تحریم بولی۔

"ہاں بیٹا بالکل ایک تو تم لڑکیاں دیر بہت لگاتی ہو یہاں سے کام مکمل ہو تو ہم لوگ چلیں سفینہ لاج بھائی صاحب نے سختی سے تمام بچوں کو لیکر آنے کا کہا ہے ساعقہ بھی کہہ رہی تھیں فون آیا تھا بھابھی کا۔۔۔"عافیہ بیگم نے کہا۔

"ہاں جی فرازیہ ممانی تو زیادہ ہی پر جوش ہوں گی اور ہوں بھی کیوں نا بلآخر ان کے اکلوتے بیٹے کی شادی جو ہو رہی ہے ۔۔۔"تحریم نے کہا۔

"بیٹا بس اس بات کا خیال رہے کہ اگر ابراہیم چکر لگائے بھی تو اسے کچھ پتا نہ چلے میں نے سب بچوں سے تاکید کی تھی تم اس وقت سوئی ہوئی تھی ۔۔۔۔"عافیہ بیگم بولیں۔

انہیں ہر بات تحریم کو سمجھانی پڑتی تھی۔ تحریم شادی کے بیس سال بعد پیدا ہوئی تھی ۔اور لاابالی فطرت کی مالک تھی۔ اس سے پہلے وہ بڑی بہن کے بچوں سے ہی جی بہلاتی رہی تھیں۔

ساعقہ بیگم شوگر اور بلڈ پریشر کی مریضہ تھیں تو عافیہ نے ہی ان کے بچوں کو سنبھالا تھا۔ بچے بھی انہیں خالہ کی بجائے ماں سمجھتے تھے ۔اور خالہ خالہ کرتے ان کی زبان نہیں تھکتی تھی ۔

وہ پچھلے ہفتہ تو آئے تھے یاسر بھائی جب گھر تھے اپنے اس دوست خاور کے" ساتھ اتنی جلدی دوبارہ چکر نہیں لگا رہے وہ آپ بے فکر رہیں ہم بس کل سے تیاری کرتے ہیں ۔۔۔ "تحریم اٹھتے ہوئے بولی۔

روم کی لائٹ آف کرتی جانا ۔۔۔"عافیہ بیگم نے چادر درست کر تے ہوئے" کہا۔۔۔

فرازیہ تنویر شادی کی شاپنگ کے سلسلے میں لاہور سمین آپا کے گھر پہنچ چکی تھیں ۔ اور دونوں اس وقت لاونج میں سامان کی لسٹ بنا رہی تھیں ۔ فرازیہ کافی سارے روایتی کپڑے وقتاً فوقتاً بنواتی رہی تھیں۔ اب بھی بری کے کچھ جدید ڈیزائنز کے ملبوسات ان کو چاہیے تھے۔ سائرہ آفندی کال پر کہہ چکی تھیں کہ وہ بھی پاکستان سے ہی کریں گی ساری شاپنگ۔ ان کا سسرالی گھر

لاہور میں موجود تھا ۔ "آفندی ہاؤس "کئی کنال پر محیط مظاہر آفندی اور ان کے بھائیوں کی ملکیت تھا ۔

میں نے سائرہ سے کہا ہے ابراہیم کے کمرے کا فرنیچر میں نے پچھلے مہینے" تبدیل کروایا ہے تو اس کی تو ضرورت نہیں تم اپنی بیٹی کو کچھ رسمی سا دینا چاہو تو دے سکتی ہو۔ مگر مشینری اور فرنیچر کی ضرورت نہیں ۔ کپڑے میں پہلے بھی کافی بنا چکی ہوں ۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے تو سب کچھ ان دونوں کا ہو گا میں نے ٹھیک کہا نا ۔۔۔ "فرازیہ بیگم نے سمین آپا سے تائید چاہی۔

ممانی آپ سہی کہہ رہی ہیں ویسے بھی اپنی ہما ایک گھر سے دوسرے گھر جا" رہی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے مظاہر انکل کیش اور پراپرٹی دیں گے اور ما شااللہ سے تین بھائیوں کی لاڈلی بہن ہے تو وہاں سے بھی کافی تحفے تحائف لیکر آئے گی ہما ۔۔۔ "سمین نے اپنا اندازہ بتایا تھا۔

آج صبح ہی سیما کا فون آیا تھا وہ بھی شاپنگ کی بات کر رہی تھی۔ میں نے " بھی کہ دیا جم جم آو تمہارا اپنا گھر ہے ۔۔۔ "سمین آپا نے بات بڑھائی تھی۔

ہاں قیام تو وہ آفندی ہاوس میں کرے گی ۔ خان صاحب نے کتنا کم وقت" دیا ہے۔ عید کو صرف دس دن رہتے ہیں اور عید کے چوتھے دن تک شادی میں نے اتنی مشکل سے ملتوی کروائی ہے ۔۔۔۔ "فرازیہ بیگم نے کہا تھا۔

"یہ تو اور بھی اچھا ہوا ورنہ مجھے سوچ سوچ کر ہول اٹھ رہے تھے۔۔۔"

سمین آپا بولیں ۔

میں نے ساعقہ اور عافیہ کو بھی فون کر دیا تھا ۔دونوں کہہ رہی تھیں بچیاں" کب سے انتظار میں ہیں کہ کب ابراہیم کی شادی ہو ۔ میرا تو ارادہ تھا کہ مہینہ بھر پہلے ہی ڈھولک رکھ دی جائے ۔مگر تم جانتی تو ہو اپنے ماموں کو ۔۔۔ "فرازیہ بیگم بولیں ۔۔۔

بس اب تو رازداری سے ہو رہا ہے سب ۔۔۔ "سمین آپا نے جوابًا کہا ۔"

ہاں تمہارا لاڈلا پتا نہیں کیا کرے گا اب لیکن جلد ہی شاپنگ مکمل کر کے" ہم دونوں واپس جاتے ہیں اور ڈھولک رکھتے ہیں ۔۔۔ "ماں تھیں دل میں لاکھوں ارمان ہونا لازمی تھے۔

اس کو سنبھالنا میرا کام ہے۔ ماموں جان کہہ رہے تھے کہ خاور کو کافی تاکید" کی ہے طلحہ اور خاور دونوں اس کو بہلا پھسلا کر لے آئیں گے ۔۔۔ "سمین آپا نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

ہاں دونوں بہت اچھے بچے ہیں خیر میرا شہزادہ تو لاکھوں میں ایک ہے" ۔۔۔ "فرازیہ بیگم کے چہرے پر بہت ہی خوبصورت مسکان تھی ۔

لاکھوں کیا کروڑوں میں ایک ہے میرا بھائی ۔ "سمین آپا بولیں اور دونوں" ساتھ ہی کھلکھلا کر ہنس پڑیں ۔ وقت بھی اپنی چال پر مسکراتے ہوئے دونوں خواتین کو دیکھ رہا تھا ۔۔

تیرا میرا رشتہ الہام کا ہے

ہم دونوں میں کچھ بے نام سا ہے ۔۔۔

تیری باتیں تیرے سپنے

میری پلکوں کی چوکھٹ پر

آ بیٹھتے ہیں روز ہی

ہم دونوں میں کچھ

بے جان سا ہے

تیرے قصے میرے حصے

تیرے اشارے میرے کنائے

ہم دونوں میں جو ان بن ہے

وہ کسی کام کی ہے

ہاں تیرا خیال

میرا تجزیہ

باہم ہے

ہاں یہ سچ ہے کہ

تیرا میرا رشتہ الہام کا ہے ---

ہما زیر لب بڑبڑاتے ہوئے نظم پڑھ رہی تھی۔ نوشیرواں نے بہت اچھی نظم چنی ہے۔ اس نے میری کو میسج کیا اور انگلش کے ساتھ اردو کے سادہ الفاظ میں اس نے تشریح کی۔ میل کی صورت نوشیرواں اور میری دونوں کو سینڈ کی تھی۔

نوشیرواں کے لیے وہ صرف الفاظ نہیں تھے ۔ اور بالکل یہی حال میری کا تھا۔ اس کے لیے بھی یہ قیمتی اثاثہ تھے۔ مگر دونوں کے جذبات مختلف لوگوں کے لیے تھے ۔ اب وقت نے فیصلہ کرنا تھا کہ اس دشت کی سیاہی میں کتنے دل روندے جانے تھے۔

گیٹ کھلنے کے بعد گیراج میں گاڑی رکنے کی آواز آئی ۔

ہما نے ٹیرس سے جھانک کر دیکھا اور جھپاک سے سیڑھیوں کی جانب بھاگی ۔

" مام ڈیڈ آپ آگئے .ہراااا --"

"I missed u a lot , with home my heart was empty too ...."

"اوہ۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔۔"

مظاہر آفندی نے گلے لگایا وہ کچھ دیر ان سے لپٹی رہی ہما کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جبکہ مظاہر آفندی مسکراتے رہے ۔۔

"ماں سے بھی ملو گی یا بس باپ کے کندھے سے لگ کر رونا ہے ۔۔۔۔"

سائرہ بیگم نے کہا تھا۔ "Oh no mom! you are my real gem "

وہ کھلکھلاتے ہوئے سائرہ کے گلے لگ گئی ۔

بس کرو یہ بٹرنگ یہ اپنی ساس کے ساتھ کیا کرو میں تمہارے دام میں" "نہیں آنے والی ۔۔۔۔

"Dear Mom! actually the reason is that khala is so sweet u know....."

زور سے کھلکھلا تے ہوئے اس نے ایک آنکھ سے باپ کو اشارہ کیا!

"Its true saira"

مظاہر آفندی بولے ۔

"آہا اب دونوں باپ بیٹی مل گئے خیر میرے بیٹے ہی مجھے کافی ہیں ۔۔۔" سائرہ فخریہ انداز میں بولیں ۔

"Yup your team is strong Mom ....."

ہما نے کہا تھا۔

مگر ہم باپ بیٹی کی کیمسٹری کی بات ہی کچھ اور ہے کیسے بیٹا ؟ "مظاہر" آفندی شرارت پر اتر آئے تھے۔

"Yes dad... "

ہما نے انہیں سلیوٹ کے سے انداز میں ہاتھ اٹھا کر سلام کیا ۔ وہ لوگ چلتے ہوئے لیونگ روم میں آ گئے تھے ۔

اچھا بس بحث کو سمیٹیں آپ باپ بیٹی سے کوئی نہیں جیت سکتا ۔۔۔ "سائرہ" بیگم بولی تھیں۔

شکریہ مادام " ! مظاہر آفندی نے جھکتے ہوئے کہا ۔"

بس رہنے دیں آپ ۔۔۔۔ "سائرہ مسکراتے ہوئے بولیں ۔"

بیٹا ہم فریش ہو کر آتے ہیں۔۔۔ "مظاہر آفندی کہتے ہوئے اپنے بیڈ روم" کی طرف چل دیئے۔ سائرہ بیگم نے بھی ان کی تقلید کی ۔

ہما بہت خوش ہوئی ۔ وہ کچن میں کچھ بنانے چل دی۔ اسے پتا تھا کہ مام ڈیڈ فلائٹ کے دوران کچھ نہیں کھاتے ۔ اور فریش ہونے کے فوراً بعد کھانا مانگے گے ۔

سائرہ اور ہما مل جل کر سارے گھر کا کام کرتی تھیں۔ ان کا بنگلور کوئی اتنا بڑا نہیں تھا۔ صفائی ستھرائی کے لیے انہوں نے ایک عدد میڈ رکھی ہوئی تھی۔ گولڈی جو آج کل چھٹیوں پر تھی۔ مظاہر زیادہ تر خود کام کرنے کو ترجیح دیتے تھے آرمی بیک گراؤنڈ کی وجہ سے۔ اور انہوں نے بیوی بچوں کو بھی ہمیشہ یہی تاکید کی تھی۔ ہما نہیں جانتی تھی کہ آج رات وہ کیا سننے والی ہے۔ ان بنانے لگی۔ جو کہ ان کے گھر بہت" Omurice "سب سے بے خبر وہ شوق سے کھائے جاتے تھے ۔

تنویر علی کے فون کے بعد سے اب تک خاور بہت شاک میں تھا ۔ انہوں نے کافی مشکل ٹاسک دیا تھا اور ساتھ ہی چیلنج بھی کیا تھا ۔ کہ اب پتا چلے گا اس کی افسری کا۔ جب وہ یہ مشکل کام سر انجام دے گا ۔ وہ اندر دل سے خوش بھی تھا کہ اس کے عزیز از جان دوست کی شادی کی بات تھی۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے فون ملایا ۔ دوسری جانب طلحہ تھا ۔

اسلام علیکم یارا۔۔۔ !طلحہ کی آواز اسپیکر میں گونجی ۔ خاور نے ہڑبڑا کر"
اسپیکر بند کیا اب والیوم نارمل تھا ۔ اس سے ایسی حرکتیں بے ساختہ ہوتی
تھیں۔

وعلیکم السلام ۔۔۔"خاور بے چینی سے بولا ۔"

ہاں جی تو کیا بات تنگ کر رہی ہے میرے دوست کو۔۔۔ "طلحہ نے پوچھا"

وہ صرف زبانی ہی نہیں یقیناً قلبی دوست تھے ۔ ایسے دوست جن کے دل
کے تار جڑے تھے ۔ ایک کو چھینک بھی آتی تھی تو دوسرے کا دل تڑپ اُٹھتا
تھا ۔ ایسی دوستی کی تو مثالیں دی جاتی ہیں ۔ ایسی باتوں پر تو کتابیں لکھی جاتی
ہیں ۔

جواباً خاور نے الف سے لیکر ی تک ساری تفصیل سنا ڈالی ۔ وہ تفصیل سناتے
ہوئے قدرے پر جوش تھا ۔

"انکل تنویر نے زندگی میں پہلی بار کوئی کام کہا ہے کرنا تو پڑے گا ۔۔۔"
طلحہ نے کہا اس کی باتوں میں کبھی کبھی پختون لہجہ جھلکتا تھا ۔

وہ آج صبح سے ڈیوٹی پر واپس آچکا تھا۔ اس پہاڑی علاقے میں وہ ایک
آپریشن کا ہیڈ تھا ۔اس نے ادھر ادھر باقی نوجوانوں پر نظر دوڑاتے ہوئے کہا ۔

ہاں یار بس ابراہیم کو اتنا مجبور کرنا ہو گا کہ وہ ہمارے ساتھ خانپور جانے پر مجبور ہو جائے ۔۔۔"خاور اسی دوران کچن سے پاپ کارن لا کر ساتھ صوفے پر رکھ چکا تھا ۔

تو بس پھر آج سے ہی مشن پر لگ جاتے ہیں کیا خیال ہے؟ "طلحہ نے کہا" تھا ۔

میں اسے شام میں فون کروں گا جس کا لب لباب یہ ہو گا کہ میرا دل ہے" اس بار عید کوئٹہ میں کی جا ئے تو وہ خود ہی کہے گا میرے گھر کرو عید اس بار یہ تو تم جانتے ہو کہ وہ مہمان نوازی کا کتنا شوقین ہے ۔۔۔"طلحہ نے آئیڈیا دیا تھا۔

"ہاں اپنا یار جو ہے ۔۔۔۔"

خاور نے پاپ کارن کھاتے ہو ئے کہا۔

یار ایک بات تو بتاو تمہارا پیٹ واقعی پیٹ ہے یا فیکٹری ؟؟؟؟ "طلحہ نے" طنزیہ پوچھا

اب کہاں اتنا کھاتا ہوں یار ۔۔۔ "خاور رونا منہ بناتے ہو ئے بولا۔ "

ہاں جی تم تو نہیں کھاتے تمہارے جن کھاتے ہیں۔۔۔ "طلحہ نے دانت" پیستے ہوئے کہا ۔

ہاں اب تو تمہاری اور ابراہیم کی نظروں کا کمال ہے میرا کھانے کو جی ہی" نہیں چاہتا ہے بس گزارا ہے ۔۔۔ "خاور نے حد درجہ لہجے کو مسکین بنانے کی کوشش کی ۔ مگر ناکام ٹھہرا۔

! ہاہاہاہا۔۔۔ "طلحہ کا زور دار قہقہہ گونجا تھا"

بس کر یار کان پھاڑے گا کیا ؟ "خاور نے تپ کر کہا تھا۔"

طلحہ بدستور ہنسنے میں مصروف تھا ۔

اچھا میں فون رکھتا ہوں ۔۔۔ "خاور نے خائف زدہ لہجے میں کہا ؟"

ہا ں ضرور رکھو پیٹو پھر رات میں بات ہوتی اللہ حا فظ ۔۔۔"طلحہ نے قہقہہ " لگا تے ہوئے بات مکمل کی۔

خدا حا فظ !اللہ پو چھے گا تم سے۔۔۔ "خاور نے دہائی دی۔ اب وہ فریج" سے رات کی بچی ہوئی کھیر نکالنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اگر ابراہیم اور طلحہ اُسے جن کہتے تھے تو ٹھیک کہتے تھے۔

دبئی میں اس وقت آفندی مینشن میں آئیں تو رات کے کھانے کا وقت تھا ۔

عیسی 'موسی اور میکائیل آفس سے گھر رات کے کھانے کے لیے اکھٹے ہوئے تھے ۔

تینوں بھائی قائدا‌عظم کے مقولے کے مصادق کام کرتے تھے ۔

" کام، کام اور بس کام"

میکائیل تینوں میں بڑے تھے۔ وہ موسی سے پانچ سال بڑے تھے۔ اور موسی عیسی کی عمر میں دو سال کا فرق تھا ۔تینوں بھائیوں میں بے مثال ہم آہنگی تھی۔ اور تینوں نے اپنی پسند اور والدین کی رضا مندی سے شادی کی تھی ۔

میکائیل کی بیوی بینش انگلیڈ نژاد پاکستانی تھیں ۔ ان کے والدین کا تعلق پاکستان سے تھا۔ مگر وہ انگلینڈ میں ہی پلی بڑھی تھیں۔ میکائیل اور بینش کے چار بچے تھے ، حمزہ ، عفان ، عثمان اور را ئمہ ۔

موسی کی بیوی حائم مصر سے تھیں اور ان کے تین بچے تھے جاثم ،صائم اور حورین ۔ عیسی کی بیگم ملائیشیا سے تھیں عائشہ اور ان کے دو بچے تھے خضر اور ماہین ۔ تمام گھر والے اس وقت ڈائننگ ٹیبل کے گرد جمع تھے کھانے کے بعد آج آسٹریلیا سے ویڈیو کال آنی تھی ۔

تنویر علی کل ہی میکائیل سے بات کر چکے تھے۔ تو سب کو اندازہ تھا کہ کیا بات ہو گی ۔ مائیں بچوں کو بتا چکی تھیں۔ بچے پھوپھو کی شادی کا سن کر خاصے ایکسائٹڈ تھے ۔ میکا ئیل کے بچے کالج یونیو رسٹی گوئنگ تھے۔ باقی عیسی موسی کے بچے بتدریج سکول اور ہائیر اسکینڈری سکول میں تھے ۔

سب نے کھانا کھایا اور اب وہ لیونگ روم میں چائے پینے میں مصروف تھے۔ حمزہ نے اسکائپ اوپن کی۔ ہما آن لائن تھی کال کو نیکٹ ہو گئی تھی۔ ہما سب

سے سلام دعا کر کے میری کے ساتھ باہر جا چکی تھی۔ اب مظاہر آفندی اور سائرہ اپنے بچوں کے ساتھ بات میں مصروف تھے ۔

پاپا پھر آپکا کیا پلان ہے کل انکل تنویر کا فون آیا تھا عید کے چوتھے روز" مہندی کا کہہ رہے تھے ؟ "میکا ئیل نے پو چھا تھا۔

جی بالکل بیٹا ہم دونوں ایگری ہیں۔۔۔ "انھوں نے سائرہ کی طرف دیکھتے" ہوئے بات مکمل کی۔

تو بس پھر عید سے پہلے آ جاتے ہیں پاکستان ۔ابھی میں اور بینش آئیں گے۔" عیسی موسی بعد میں آئیں گے۔ اور بچوں کو بھی ساتھ لے آئیں گے۔ عید کی "چھٹیاں تو ہوں گی ساتھ ہی۔ آگے شادی کے لیے بھی لینی پڑیں گی ۔۔۔ میکائل نے کہا تھا۔

موسی عیسی دونوں اس بات پر متفق تھے۔ رات گئے تک ان کی باتیں ہوتی رہیں شادی کے انتظامات اور سب کچھ طے ہو گیا تھا۔

ابھی تک دلہن ہی بے خبر ہے باقی سب کو خبر ہے ۔۔۔ "سائرہ نے" کلینزنگ کرتے ہوئے مظاہر آفندی سے کہا ۔

ہما آ جائے تو اسے بتاتے ہیں ۔۔۔ "مظاہر آفندی بولے تھے۔"

اتنے میں ہما کی گاڑی گیٹ سے اندر

آ چکی تھی ۔ وہ مام ڈیڈ کو گڈنائٹ کہہ کر ہی اپنے روم میں جاتی تھی ۔

آج وہ اورنج اور گرین پرنٹڈ شرٹ اسکرٹ میں ملبوس تھی۔ میری اور وہ کسی کنسرٹ میں گئی تھیں ۔

دروازے پر دستک ہوئی ۔

یس کم ان۔۔۔ "سائرہ بیگم نے کہا تھا۔"

ہما مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئی ۔

عادتاً اس نے پاپا کے گرد بازو حمائل کیے ۔

مظاہر نے اسے پاس بٹھایا اور گلا کھنکھارا ۔

آپ سے کہاں بات ہو گی میں کرتی ہوں۔ سائرہ نے کلینزنگ مکمل کر لی تھی ۔

ہما نے غور سے ماں کا چہرہ دیکھا پھر باپ کا ۔

خیریت ہے ڈیڈ ؟ "وہ بولی تھی۔"

بیٹا بات کچھ یوں ہے کہ ہم نے آپ کی شادی کی ڈیٹ طے کر دی" ہے۔۔۔ "سائرہ نے دھماکہ کر ڈالا ۔

"Are you serious mom???"

اس نے مسکان چہرے پر لاتے ہوئے کہا

"Yes, I am serious my dear daughter!

We are going to Pakistan very soon, your mendhi will be on 4th day of eid......"

سائرہ نے خوبصورت لہجے میں بات مکمل کی۔

"Oh yahhh thats amazing !!!"

ہما نے کھلکھلاتے ہوئے کہا۔ اور اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔

شرما گئی ہے۔۔۔"مظاہر بولے ۔"

ہاں جی میں ماں ہوں زیادہ بہتر طریقے سے جانتی ہوں۔ شرمانے سے زیادہ وہ خوش ہے۔ میری کو بتانے کے لیے بے چین ہو گی ۔ سائرہ بولیں۔

پرسوں کی ٹکٹس ہیں۔ ہمارے جانے کے بعد ہی میکائیل اور سیما کی پاکستان کی فلائٹس ہیں ۔مظاہر سائرہ بیگم کو آگاہ کرتے ہوئے بولے۔

ادھر ملتان میں آئیں تو اس وقت شام کا وقت تھا۔ گرمی عروج پر تھی ۔ابراہیم معمول کی ڈیوٹی سے واپس آیا تھا کہ تھا اسکا یونیفارم پسینے سے بھیگا ہوا تھا ۔ ملک کی خدمت کرنا اس کا سب سے پسندیدہ کام تھا۔ اور اس کا مشن تھا کہ وہ کوئی ایسا کام کرے ۔ جس سے اس کی ملک سے شدید محبت اور واضح ہو ۔فریش ہو کر اس نے کھانا کھایا ۔ کینٹ میں خاور اور ابراہیم کو الگ الگ گھر ملے تھے۔ مگر وہ دونوں ایک ہی گھر میں رہتے تھے ۔طلحہ بھی

پہلے ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ خاور اس وقت ڈیوٹی پر تھا تو گھر میں کافی خاموشی تھی۔

ابراہیم نے چائے کا کپ ہی اٹھایا تھا کہ فون بج اٹھا ۔۔ "دوسری طرف" طلحہ تھا۔

السلام علیکم میجر صاحب " !طلحہ کی آواز ابھری ۔"

وعلیکم سلام !میں تمہیں فون کرنے ہی والا تھا ۔۔۔ "ابراہیم نے پر جوش" آواز میں کہا ۔

کوئی نہیں چلو میں نے کر لیا ۔۔۔۔ "طلحہ مسکراتے ہوئے بولا۔"

اور سناو کیا ہو رہا ہے آپریشن کی ڈیٹیل بتاو تم تو یار پہاڑوں کو پیارے ہو ۔" حیرانی کی بات یہ ہے کہ مجھے تمہارے مشن کی تفصیل نہیں پتا۔۔۔ "ابراہیم نے شکوہ کیا تھا۔

ہاں یار بس تم بھی تو کافی بزی تھے سیکیورٹی پلانز میں اور میری ڈیوٹی بھی" کافی ٹف تھی ۔۔۔۔۔ "طلحہ پھر تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے بولا۔ تقریباً گھنٹہ بھر وہ بات کرتے رہے دونوں نے اپنی جاب کی بات کو ہی ڈسکس کیا تھا۔

طلحہ جب باتیں کر کر کے تھک گیا ۔ تو وہ اس موضوع پر آیا ۔ جس کا ذکر خاور نے کیا تھا ۔یار یہاں پہاڑ دیکھ دیکھ کر تھک گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں اس بار عید تم لوگوں کے ساتھ کروں ۔۔۔ "طلحہ معصومیت سے بولا۔

ہاں تو دیر کس بات کی ہے جلد ہی آو یہاں ملتان ۔تو خانپور کرتے ہیں اس" بار عید ۔۔۔۔ "ابراہیم نے دعوت دیتے ہو ئے کہا۔

خاور کا بلوچستان جانے کا ارداہ تو نہیں؟ "طلحہ مسکراتے ہوئے بولا ۔"

نہیں تو اس کی فیملی خود یہاں پنجاب میں عید کرے گی۔ خاور کے کسی کزن" کی شادی ہے "ابراہیم نے بتایا ۔

اچھا تو پھر خاور ہمیں کہاں کمپنی دے گا ؟ "طلحہ نے پوچھا ۔"

ہاں وہ بس ولیمہ اٹینڈ کرے گا جو کہ عید کے تیسرے دن ہے، اس نے" فیملی کو بتا دیا ہے ۔۔۔ "ابراہیم نے ریلکس ہوتے ہوئے بتایا۔

اچھا شکر ہے تیسرے دن ہے ۔۔۔۔"طلحہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔"

"Is there something happening too on 3rd day of eid???"

ابراہیم نے سوالیہ انداز اپنایا ۔

"Nope , nothing bro i was simply talking ---"

طلحہ نے سنبھلتے ہوئے کہا ۔ اور دل ہی دل میں خود کو کوسا۔

www.neweramagazine.com

"So done, you are arriving on Eid holidays , there will be lot of fun and joy at khanpur...."

ابراہیم نے کہا۔

"yahhh sure i will---"

طلحہ نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"Man i think my mmumy is calling , will call u soon okay Aallh Hafiz ."

ابراہیم نے کال ڈسکنکٹ کرتے ہوئے کہا۔h

"Hmm its okay take your time man , Allah Hafiz!"

طلحہ نے بات مکمل کی --

"اللہ اللہ فون اس کا بزی جا رہا ہے یہ لڑکا بھی مجال ہے جو پہلی کال پر فون اٹھائے ---" فرازیہ بیگم نے سمین کو سناتے ہوئے ابراہیم کو دوبارہ کال ملائی۔

"لگا ہو گا کسی دوست کے ساتھ مامی آپ شکر کریں میرا بھائی فلرٹی نہیں ہے ۔ دوسروں کو تو چھوڑیں وہ اپنی منگیتر تک سے بات نہیں کرتا۔ ہو گا کوئی آج کل کے دور میں ایسا شریف لڑکا---"

سمین نے ابراہیم کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملانا چاہے۔

ہاں بیٹا تم تو اس کی پکی وکیل ہو ۔ اس نے دوسری باتوں سے کثر پوری کر لی ہے ۔۔۔۔ "فرازیہ بیگم نے سمین آپا کو گھورتے ہوئے کہا۔

تیسری کال ابراہیم نے پک کر لی تھی۔

کہاں مصروف تھے برخور دار؟؟ "فرازیہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں۔"

نہیں امی بس وہ طلحہ سے بات ہوئی کافی دن بعد تفصیل سے تو وہاں بزی تھا۔۔ "ابراہیم نے فوراً بتا یا۔

اچھا ٹھیک ہے تم بتاو کیا حال چال ہیں ۔ عید کا کیا پلان ہے۔۔۔ "انہوں" نے پو چھا۔

ہاں جی عید میں خانپور میں ہی کروں گا طلحہ اور خاور بھی میرے ساتھ ہوں" گے ۔۔ "ابراہیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے یہ تو اور بھی اچھا ہو گیا۔۔۔ "بیگم فرازیہ نے خوشی سے کہا ۔"

ہاں بیٹا میں چاہ رہی تھی اس بار تم زیادہ دن کے لیے چھٹیاں لو اس بار" "سائرہ بھی پاکستان میں ہی عید کرے گی ۔۔۔۔

اچھا میں دیکھتا ہوں۔۔۔ "ابراہیم نے بات مکمل کی۔"

دیکھنا نہیں ہے عمل کرنا ہے اس بار ۔ میں نے تمہیں کبھی فورس نہیں کیا" اب پہلی بار کہہ رہی ہوں ۔۔۔۔ "بیگم فرازیہ نروٹھے پن سے گویا ہوئیں ۔

اچھا امی جان اس بار میں ایکسٹرا چھٹیاں لوں گا اب خوش ہیں آپ ؟ "اس" نے ماں کی تسلی کرائی ۔

ہاں جی یہ لو سمین سے بات کرو کب سے مجھے اشارے کر رہی ہے وہ" ۔۔۔۔ "وہ بولیں ۔

اچھا تو سمین آپا آئی ہوئی ہیں ارے واہ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔۔۔۔۔ "ابراہیم بولا ۔

میں نہیں آئی بلکہ مامی آئی ہوئی ہیں لاہور۔۔۔ "سمین آپا نے فون لیکر کہا۔"

اچھا امی نے تذکرہ تو نہیں کیا ۔۔۔ "ابراہیم نے کہا ۔"

"ہاں اب میں کر رہی ہوں نا ذکر میرے بھائی کیوں تمہیں اچھا نہیں لگا ۔۔" سمین نے پوچھتے ہوئے اسے ڈپٹنا چاہا۔

نہیں نہیں سمین آپا اپ ناراض کیوں ہو رہی ہیں ۔ماما آتی جاتی رہتی ہیں ۔" میں نے تو ویسے ہی سرسری طور پر یہ بات کی ۔کہ ماما اپنی پل پل کی خبر مجھ سے شیئر کرتی ہیں۔ تو یہ کیوں نہیں بتایا۔۔۔ "ابرا ہیم نے وضاحت دی ۔

"ہاں بس اس بار اچانک پروگرام بنا مامی کا عید کی شاپنگ کرنی آئی ہیں ۔۔۔" سمین آپا نے بتایا ۔

بس آپا !خواتین کی شاپنگ ہی ختم نہیں ہوتی ہے ۔۔۔۔ "ابراہیم نے انہیں" چڑانے والے انداز میں کہا۔

ہاں ہاں آج کل تم لڑکوں کے بھی بہت فیشن ہیں ۔ میں سب جانتی ہوں" اپنی بات ہی لے لو۔ یا کاشان کو ہی دیکھ لو۔ تم لوگوں کو بھی مشکل سے ہی چیزیں پسند آتی ہیں ۔۔۔"سمین آپا اسے ٹوکتے ہوئے بولیں ۔

جی آپ سے بحث میں کون جیت سکا ہے آپ تو ہٹلر صاحب کو بھی مات" دے دیتی ہیں ۔۔۔ "ابراہیم شرارتی انداز میں گویا ہوا۔

بری بات وہ تمہارے باپ ہیں کوئی ہٹلر نہیں ہیں میرے ماموں جان" ۔۔۔"سمین آپا نے فٹ سے کہا ۔

جواباً ابراہیم کا قہقہہ آیا ۔

بس کر دو شیطان ۔۔۔ "سمین آپا گویا ہوئیں ۔"

جو حکم جناب ۔۔۔ "ابراہیم نے اب بھی قہقہہ لگایا ۔"

اچھا چھوڑیں آپا یہ بتائیں کاشان کی کب کی فلائٹ ہے؟ میری کچھ دن پہلے" اس سے بات ہوئی تھی تو اس نے بتایا وہ عید پر آ رہا ہے ۔۔۔ "ابراہیم نے بات کا رخ موڑ دیا تھا۔

وہ چاند رات کو پہنچے گا لاہور۔۔۔ "سمین آپا بولیں۔"

لگتا ہے اس بار عید زیادہ پر رونق ہو گی کیونکہ سائرہ خالہ بھی پاکستان عید" کریں گی اور شاید میکائیل بھائی وغیرہ بھی ۔۔ "ابراہیم نے کہا ۔

آہم آہم ۔۔۔ یوں کیوں نہیں کہتے کہ ہما بھی عید پاکستان میں کرے گی" ۔۔۔ "سمین آپا اسے چھیڑتے ہو ئے بو لیں۔

آپ تو سب جا نتی ہیں آپا !میں اس مزاج کا نہیں ہوں ۔۔۔ "ابراہیم بولا"

.

ہاں میاں رہنے دو ۔ بس کر دو۔ اب اپنے رویئے میں لچک لاؤ۔ اس رشتے" کی کیا کیا ڈیمانڈز ہوتی ہیں۔۔۔۔ "سمین آپا نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

بس آپا میں مضبوط بندھن میں بندھنے کے بعد ہی رشتے نبھانے کا قائل" "ہوں۔۔۔

جی جناب جلد ہی وہ وقت آئے گا ۔۔۔ "سمین مسکرا تے ہو ئے بولیں ۔"

ہاں آپکا اور ماما کا مشن ہی یہی ہے ۔۔۔ "ابراہیم نے ہنستے ہوئے کہا ۔"

چلو پہلی بار تم ہنسے تو سہی شادی کی بات پر ۔۔۔۔ "سمین آپا نے ایک" طرح سے شکر ادا کیا۔

اب بس کر دیں آپ ۔ امی نے سن لیں آپ کی باتیں تو ابھی جذبات میں" آ کر ابا جی کو فون نہ لگا دیں اور وہ میری واٹ لگانے میں دیر نہیں کریں "گے ۔۔۔

پہلے بھی رواحہ بتا چکا ہے کہ میری ایک پیشی ابا حضور کے سامنے پڑی ہے" ۔۔۔۔ "ابراہیم ڈرتے ہوئے بولا ۔

ہاں وہ والا واقعہ مجھے مامی نے بتایا تھا۔۔۔ "سمین نے ہنستے ہوئے بات مکمل" کی۔

مجھے تو ڈر ہے اس بار عید پر کچھ ہو نہ جائے ۔۔۔ "ابراہیم آواز میں خدشہ" بھر کر بولا۔

زیادہ سے زیادہ کیا سزا ہو گی تمہاری شادی ڈر تو ایسے رہے ہو جیسے کورٹ" مارشل ہو جائے گا تمہارا۔۔۔ "سمین بو لیں ۔

ہاں ہٹلر صاحب سوری آپ کے ماموں جان سے کچھ بعید نہیں ہے ۔۔" ابراہیم نے کہا ۔"

"شرم کرو میرے ماموں جان رشتے میں تمہارے باپ ہوتے ہیں ۔۔۔" سمین نے کہا ۔

جی آپا میں جانتا ہوں میں تو بس ایسے آپ کو تنگ کر رہا تھا ۔۔۔ "ابراہیم" نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ہاں بس عید پر تم لازمی پہنچو خانپور۔۔۔ "سمین آپا نے تاکید کی"

اچھا میں فون رکھتی ہوں لگتا ہے عون آ گئے ہیں پھر بات ہو گی۔ اللہ حافظ" !"

خدا حافظ آپا" !ابراہیم نے کال ڈسکنکٹ کر دی ۔کال ڈسکنکٹ کرنے کے بعد" وہ بالکونی میں آ کھڑا ہوا۔ آج کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔ پہلے طلحہ نے ایسے

بات کی ۔پھر سمین آپا نے ۔ابراہیم نے سوچا پھر سر جھٹک مسکرا دیا۔ اب معتدل ہوا چل رہی تھی اور مو سم قدرے بہتر ہو رہا تھا ۔۔۔

ہما کو ساری رات خوشی کے مارے نیند نہیں آئی تھی ۔ اس کی اور ابراہیم کی شادی ہونے جا رہی تھی ۔ مستقبل کے سہانے سپنے بنتے بنتے کہیں صبح وہ نماز ادا کر کے سوئی تھی۔ آج اس کا واک کا کوئی پلان نہیں تھا ۔ اور وقت اس کی خوشی پر مسکرا کر عجیب نظروں سے اس دیوانی کو دیکھ رہا تھا ۔

شندانہ یاور کے سا تھ آرٹ گیلری کی طرف روانہ ہو چکی تھی ۔وہ ایکسائٹڈ ہونے کے ساتھ ساتھ نروس بھی تھی۔ اس کی پینٹنگز صبح ہی یاور نے گیلری پہنچا دی تھیں۔

یاور نے ڈرا ئیونگ کرتے ہوئے اسے تسلی دی ۔ "اچھا ہی ہو گا سب میں "دیکھ رہا تھا پینٹنگز کافی اچھی تھیں یار بہتر ہو گا ۔۔۔

شندانہ ہلکا سا مسکرائی ۔

وہ جو گلاب کے باغ والی پینٹنگ ہے وہ کافی اچھی جائے گی دیکھنا۔۔۔ "یاور" نے مزید کہا۔

اللہ کرے ایسا ہی ہو ۔۔۔ "شدانہ بولی ۔ وہ لوگ آرٹ گیلری میں پہنچ" چکے تھے ۔

نمائش میں کافی لوگ آ رہے تھے ۔ شدانہ کی پینٹنگز فار سیلز والے سیکشن میں تھیں۔ شدانہ مسکرا مسکرا کر سامعین کو بتا رہی تھی ۔

طلحہ بھی گیلری میں گھو متا ہوا شدانہ کی پینٹنگز کے سا منے جا کر رک گیا۔

اوسم ۔۔۔ "اس نے بے اختیا کہا۔ "

کسی سے بات کرتے ہوئے شدانہ چو نک اٹھی ۔ تعریف سب نے کی تھی مگر اس تعریف کا انداز جدا تھا۔

وہ جلدی سے اس طرف آئی تھی۔ طلحہ اتنی دیر میں باقی کی پینٹنگز کو بھی سراہ چکا تھا ۔اسے آرٹ کی کا فی سمجھ بوجھ تھی ۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا نیا ہاتھ تھا مگر کام کافی اچھا جائے گا اس کا ۔اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

شندانہ اس کے عقب میں کھڑی ہو چکی تھی۔

ایکسکیوزمی !یہ پینٹنگز میں نے بنائی ہیں ۔۔ "شدانہ نے کہا۔ طلحہ سر گھما کر " اس کی طرف متوجہ ہوا۔

السلام علیکم ۔۔۔"شدانہ خوش دلی سے بولی تھی۔"

وعلیکم السلام آرٹسٹ صاحبہ! "طلحہ نے مسکراتے ہوئے کہا"

میں نے دیکھا ہے کافی اچھا کام ہے ۔۔۔ "طلحہ نے مزید کہا تھا ۔"

شندانہ کی تو خوشی کی انتہا نہ رہی اس کی تعریف ہو رہی تھی ۔

میں اس پینٹنگ کو خریدنا چاہوں گا۔۔ "طلحہ نے گلاب کے پھولوں والی" پینٹنگ کی طرف اشارہ کر کیا۔

شکر ہے میرے اللہ "شندانہ کی ایکسائٹمنٹ عروج پر تھی۔"

ضرور خریدیں اس نے کافی محنت سے بنائی ہیں۔ پیچھے سے آواز آئی "

۔۔۔"طلحہ اور شندانہ نے بے اختیار پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔

Continue...

Next Episode will be posted 10 June on new era magazine

New Era Magazine www.neweramagazine.com

نوٹ

گلاب رت کے حسین چہروں پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تا کہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine
www.neweramagazine.com